MAIL

(۳۷)

م الدین امیراکدل کشمیر

شمیر ناول ایجنسی

مصنف

قیمت

3113

پروپرائٹر

ین جنرل مرچنٹ امیراکدل کشمیر

MM

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مکمل ڈراما

بھول بھلیاں

حسب فرمائش

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب

Salig Ram Press Srinagar

THE KASHMIR NOVEL AGENCY

Name ——————— Section ——

No,: ——————— Price ———

PROPRIETOR

PIR HASAMUD DEEN KASHMIR

تختۂ ناٹک

میل پارٹ

صفدر جنگ۔ نواب دل آرا کا عاشق۔
جعفر۔ دل آرا کا بھائی۔
شمس۔ جعفر کا دوست۔
حمید۔ دل آرا کا بچانے والا۔
عبدالکریم۔ نواب جمیل کا نوکر۔
رفیق الدولہ۔ نواب کا مشیر
فضیحتا۔ وفادار کا یار۔
نواب جمیل۔ شکیلہ کا عاشق۔
اس کے علاوہ چوبدار۔ وزیر و امرا۔ سپاہی وغیرہ وغیرہ

فیمیل پارٹ

شکیلہ۔ ایک متمول عورت نواب جمیل کی معشوقہ۔
دل آرا۔ جعفر کی بہن بعد میں جمیل کی عورت۔
وفادار۔ عبدالکریم کی بیوی۔
عیارہ۔ شکیلہ کی خادمہ عبدالکریم کی بیوی۔
علاوہ ازیں طوائف۔ سہیلیاں۔ رامشگران وغیرہ وغیرہ

مکمل ڈراما

بھول بھلیاں

باب پہلا سین پہلا

مکان جعفر

گانا سہیلیاں

عالی رے ہو تورے جوبنوا کی اعلےٰ شان۔ چمکت رنگت نت

صورت سجنی موری لاگے نجریا کے بان۔ دلبر مورا توری برداشت

دن رین آن بان۔ عالی۔

نثر

خواص۔ بی بی عمر دراز قاصد دروازے پر کھڑا ہے۔ شاہی پیغام لایا ہے۔ اندر آنے کا خواستگار ہے۔

دل آرا۔ بلالو اور بھائی جعفر کو بھی دیوان خانے سے یہاں بھیجدو۔ (گئی)

قاصد۔ شاہ صفدر جنگ نے یہ رقعہ دیا ہے اور دل آرا سے عقد کا سوال کرتا ہے۔

جعفر۔ کون عقد کی درخواست کرتا ہے۔ کس سے درخواست کرتا ہے؟

قاصد۔ حضور ہمارے بادشاہ صفدر جنگ ہے۔

جعفر۔ کون وہ کمینہ صفدر اوس کو یہ جرأت ہوئی۔ جاؤ یہ نامہ اوسکے چہرہ پر اور اوں پھینک دو
اگر ایسی کمینہ حرکت کروگے تو منہ کی کھاؤگے۔ پھر آپ سے خوفناک انتقام لیا جائیگا۔

قاصد۔ بہت اچھا حضور میں اسطرح عرض کرونگا۔

جعفر۔ سن اور ساتھ ہی یہ بھی کہدینا کہ جو قاصد ایسا ذلیل پیغام لائیگا۔ وہ ذلیل
ہو کر واپس جائیگا۔

قاصد۔ بہت خوب۔

جعفر۔ دل آرا دیوانخانہ میں چلو اور آیندہ اوس کمینہ کی طرف سے کوئی
آدمی آیا تو مجھ سے فوراً اطلاع دینا۔

دل آرا۔ بہت بہتر۔ (گئی)

سین ختم

باب پہلا سین دوسرا

دربار صفدر جنگ

(دربار میں صفدر جنگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے، وزیر اُمرا کھڑے
ہیں۔ اور رامشگراں کا ناچنا اور گانا۔)

چوبدار۔ سب ہا ادب سبھی ہو تعظیم کیلئے — سر کو جھکاؤ شاہ کی تسلیم کے لئے
فرمانروا صفدر جنگ ہونگے جلوہ گر — دامن کشادہ رکھو زر و سیم کیلئے

گانا سہیلیاں

آ و ری سجنی۔ گا و ری سجنی موہنیاں سارے گا رے گا ما گا ما ما پا
ما پا دھا۔ شاہ تشریف لائے شاہ کی نویلی پیاری سر کو جھکاؤ
ساری، با ادب درباری ہمیشہ جن کی شہر یاری۔ ان کی ہو دے

شان بہار ہی ۔ سارے سارے گا رے گا پے گا ما ۔ گا ما ۔ گا ما

پادھا پا دھا پادھا پا دھا دھانی دھانی دھانی دھانی سا رے سلطانی نوشیروانی ۔ شاہجہانی ہو شادمانی ۔ سارے گا ما پا دھانی سا ۔ آوری

نثر

صفدر جنگ — گانے میں واللہ کیا ہی پُر اثر تاثیر ہے
نغمۂ دلکش ہے ہر اک دل کیلئے تسخیر ہے
خانہ زاد الکائی ہے گویا پیکر تصویر ہے
یہ ہے وہ معشوق جس کا عشق دامنگیر ہے
ہے مزین عشق بھی کس کس صفت کے وصف کا
طالب و مطلوب کو ہے کام اسکے لطف کا

وزیر — عشق کے اثر نے ہر رنگ میں پیدا کیا
ایک عالم کو جوانی کا والہ و شیدا کیا
گندمی رنگوں نے بھی پایا ہے وہ حسن ملیح
چیں کر ہر دانۂ دل صورت ہیرا کیا

صفدر — صورت گل ہیں نہال ہم بھی بہار عشق سے
لوح دل پر نقش ہے رنگین نگار عشق ہے

وزیر — فرحت افزا کوئی ہے گلعذار عشق سے ۔

مسخرا — آتی ہے باد خزاں اکثر دیار عشق سے
کب نہال ہوتا ہے کوئی خشک خار عشق سے

وزیر — کیوں کرتا ہے اے مسخرے تقریر عشق تو
تجھکو ہے کیا تمیز کرے جو توقیر عشق تو

مسخرا — کار خلاف وضع ہو عالی صفات سے
مجھ کو نہیں ہے کام خوشامد کی بات سے

صفدر۔ کیا مسخرے وزیر کا کہنا خلاف ہے
کیوں ایسی باتوں سے تجھ یوں انحراف ہے

مسخرا۔ اے شاہ اس وزیر کی تقریر لاف ہے
ظاہر کرے کوئی اگر بات صاف ہے

شاہ۔ ہم کو تو ذوق شوق میں لذت بہت ملی۔
وزیر۔ شوق وصال یار میں راحت بہت ملی۔

مسخرا۔ تھوڑے سے آخر عشق میں لذت بہت ملی
عشاق در بدر ہیں ندامت بہت ملی

وزیر۔ ہے عاشقوں کو فوق بشر زمانے میں۔
مسخرا۔ عاشق ذلیل پھرتے ہیں سارے زمانے میں۔
وزیر۔ عاشق وصال حق کی حقیقت ہیں جانتے۔
مسخرا۔ ہم عشق کرنا خواری ذلت ہیں جانتے۔
وزیر۔ یار عشق کرنا اوس کو ممکن ہے۔

مسخرا۔ عشق اندھیر ہے بڑا جن ہے
رات کو کیوں کہوں کہیں دن ہے
جس کا معشوق کوئی کمسن ہے
یہ سمجھ لو مصیبت اس کی ہر دن ہے

وزیر۔ عشق کی حقیقت سمجھے گا کیا تجھ سا ذلیل
مجھ سے بیہودہ نہ کر تو قال و قیل

مسخرا۔ عشق والے ہی تو ہوتے ہیں اکثر ذلیل
کیوں نہ سمجھیں شریفوں کو وہ رذیل

صفدر۔ البتہ عشق صادق ہے تو وہ سچا عاشق ہے۔
مسخرا۔ حضور معاف یہی امر لاحق ہے۔ اگر عشق صادق ہو تو دونو طرف

جذب صادق ہو۔

صفدر۔ ورنہ عشق نالایق ہو۔

مسخرا۔ بیشک اگر خیال فاسق ہو۔

صفدر۔ تو کیا اس میں خیال فسق ہے۔ جو مجھے دل آرا سے عشق ہے

مسخرا۔ غیب کا حال تو غیب دان کہتا ہے
بہتر تو یہی ہے کہ بندہ چپ رہتا ہے

صفدر۔ نہیں تجھ کو تفصیل سنانی ہوگی
رعایت اس میں نہ کسی کی تجھے لانی ہوگی

کیونکہ اگلے زمانے میں سینکڑوں عاشق جانباز گذرے ہیں۔ کئی عارف مزاج ہوئے۔ مگر سب میں ایک ہی صفت کا ظہور ہے۔ سبحان اللہ کیا نور علیٰ نور ہے۔ ہمیں بھی عشق کا سرور ہے۔ اے محفل میں رنگ جمانیوالے دنیا کے نشیب و فراز سمجھانیوالے گاؤ گاؤ کوئی عاشقانہ چیز سناؤ عشق کے صفات اس مسخرے کو بھی جتاؤ۔ راہ پہ لاؤ۔

مسخرا۔ (ظاہر) ہاں ہاں گاؤ گاؤ (الگ) بھینس کے آگے بین بجاؤ
(ظاہر) شاہ کا دل بہلاؤ۔ عشق کی اسکیم کو گرماؤ

گانا رامشگروں کا

کریں صفت الفت کی کیا ہم بیاں۔ لائیں کہاں سے وہ زباں
غم نہ کھاؤ مہرباں۔ ہر آن اس راہ پہ آئیں سب کریں۔ کریں صفت

دوہا

آدمی پہلے محبت میں بگڑ لے تو بنے — خاک میں جب ملے دانہ تو شگوفہ نکلے
عشق اول عشق آخر عشق کا ہو شوق — عرش سے تا فرش تک اسکا ہی نور

شادمانی جاودانی۔ بیگمانی۔ جان جاتی ہے۔ کریں

صفدر۔ دیکھا گو کہ یہ کم فہم عورتیں ہیں۔ مگر عشق کی کس قدر معلوم ہے

آن دم سے اس دم تک جو کچھ ہے عشق ہی کی صفت ہے۔

مسخرا۔ حضور کا خیال بہت اعلےٰ ہے۔ مگر جو زمانہ آنے والا ہے۔ روز بروز تنزل ہے نہ کہ اگلے زمانے کا تحمل ہے۔

صفدر۔ کیونکہ زمانہ سابق سے زمانہ حال میں تغیر و تبدل ہے۔

مسخرا۔ جی ہاں آج مصنوعی معشوق پر عاشق ہونا۔ خیالات فاسق ہونا زیادہ ہے۔ دم تو عشق کا بھرتے ہیں مگر گندے گندے خیال دل ہیں دھرتے ہیں۔ اس کا نام عشق نہیں بلکہ فسق ہے۔

صفدر۔ کچھ ہو مگر ہم کو تو دل آرا کا عشق ہے۔

مسخرا۔ جی درست (الگ) جب کوچہ عشق کی ٹھوکریں کھائیگا تو سب عشقبازی بھول جائیگا۔

(قاصد کا آنا)

قاصد۔ خداوند نعمت سپہر اوج ریاست حسب ارشاد عالی۔ بندہ نے پیغام نامی نامۂ گرامی دل آرا کو پہنچایا۔

صفدر۔ ہاں ہاں بیان کر کیا جواب لایا۔

قاصد۔ حضور کیا عرض کروں۔ دل آرا نے جواب دینے کا موقعہ بھی نہ پایا کہ اسکا بھائی جعفر آیا۔ نہایت پیچ و تاب مجھکو دیکھکر کھایا۔ جواب کے بدلے صاف ہی جواب سنایا۔ بندہ ناکام واپس آیا۔

صفدر۔ کیا کہا جعفر ذلیل و خوار اور میری خواہش سے انکار۔

قاصد۔ حضور عالی۔ انکار بھی وہ انکار کہ سخت و خوار۔ اُمید بیکار۔

صفدر۔ کیا اوس کے انکار سے میں باز آتا ہوں دل آرا کے وصل سے ہاتھ اُٹھاتا ہوں نہیں ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں ؎

باز آتا ہوں کب میں دل آرا کی چاہ سے عاشق بھی جڑتے ہیں کہیں حال تباہ سے

اگر وہ اس طرح انکار کریگا تو بندہ لشکر تیار کریگا میں کب اس خیال کو چھوڑتا ہوں۔

بہ زور شمشیر جعفر کے انکار کو توڑتا ہوں۔ اب بزور شمشیر جعفر سے دل آرا
کو لونگا۔ ایک دم کی مہلت نہ دونگا۔
مسخرا۔ (الگ) بیشک جناب کے عشق صادق کا حال اب کھلجائیگا۔ بڑا عشق کا
دم بھرتے ہیں۔ جانسے گذرتے ہیں۔ دو ہی جھٹکوں میں سب چین سنخ
بھول جائینگے۔ دیکھیے اسی عشق کا نام عشق ٹیں ٹیں ہے۔
صفدر۔ مسخرے جا۔ فوراً سپہ سالار کو حاضری کا حکم سُنا۔
مسخرا۔ بہت خوب عالیجاہ یہ چلا۔

گانا شاہ صفدر جنگ کا

ٹھانہ دل میں نہ کروں دلبری نہ کروں دیری۔ ہاں کروں کارزار
جنگ مچاؤں خون بہاؤں۔ گھیر لاؤں۔ ابھی میں اسے جا کر کیا
اوس نے ٹھانی نافرمانی نادانی۔ ٹھانا۔
جنگ کروں۔ جنگ کروں۔ دشمنوں کو تنگ کروں۔ بس بس
دیر ہو روانہ دلیرانہ۔
ہاں ساری تیاری ہو خاطر خواہ۔ بد بن جعفر تیرا بدتر کی شیطانی
ٹھانہ دل میں نہ کروں دیری۔

(سپہ سالار حاضر ہو کر مجرا کرنا)

سپہ سالار۔ شاہ عالی جاہ خادم کا مجرا لیجئے
کار خدمت سے مجھے آگاہ کیجئے
صفدر۔ سپہ سالار تیار رہو آمادہ کار ہو۔ سیرے کار زار جلد ہو آمادہ کار۔
سپہ سالار۔ حکم شہریار مگر کس پر چڑھائی ہے۔ اس سے بھی بندہ خبردار ہو۔
شاہ۔ صیاد بن کے عنادل کو جو آزار دیتا ہے
مجھ کو بھی کسی گل کے لئے خار دیتا ہے
بندہ پیام گردے دلدار دیتا ہے

جعفر جواب صاف سے انکار دیتا ہے
لشکر کشی کروں گا میں جعفر کیواسطے
دو حکم تم درستی لشکر کے واسطے

سپہ سالار سے
لشکر کو حکم دیتا ہوں جا کر لے نامدار
اب دیر کیا ہے میں تو ہوں آمادہ کارزار

صفدر سے
شاباش اے دلیر اگر جیت آؤگے
بیشک میرے حضور سے انعام پاؤگے
مجھ سے میری دل آرا کو لا کر ملاؤگے
بیشک تم اپنے مالک کی عزت بڑھاؤگے
تیار اے دلیرو ہو جلد جاؤ حشم سے
واصل ہوں جلد تاکہ میں بھی اپنے صنم سے

گانا سب کا معہ شاہ

اب جنگ پر تیار ہوئے سارے ہوشیار پاؤ جس کو مارو مارو
پر ہو وار پر ہو وار۔ سب دشمن کو ایک دم میں مار بنیر پیارے
اے سرکار۔ اب جنگ ۔
پکڑو جلد ہی ملے کہیں وہ جعفر ناہموار بدکردار۔ خوشیاں
مناؤں۔ پیاری کو پاؤں۔ بناؤں دلدار۔ اب جنگ۔

سب۔ جان فدا تیرے قدموں پہ ہیں کرنے کو سب تیار۔ عدو تیرا جو ہووے
نشانہ کر دیں اس کو خوار۔

شاہ سے
شاباش اے دلبرو بیشک تم ہو جان نثار
ملے ملے دل آرا تب ہو دل کو قرار

سب سے
فضل خدا سے ہوگی فتح نہو بیقرار
اے سرتاجدار شہریار اب دلکو قرار (جانا)

سین ختم

باب پہلا سین تیسرا

مکان دل آرا

(دل آرا کا خدا کی بندگی کرتے ہوئے نظر آنا)

گانا

دل آرا۔ پیارا نام نرنجن رکھ تو بہت سلطان جگت کرتار۔ کل رہجن
برن۔ وہن۔ دھن۔ پیارا۔
ہری گت سنوار اب تو ہی کر باندھان۔ نام تیرو جگت ناتھ دکھ
بھجن پیارا۔

نثر

آج اس اندھیری رات میں میری طبیعت کیوں گھبراتی ہے۔ آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ مگر دہشت کے مارے نیند نہیں آتی ہے۔ رہ رہ کر طبیعت گھبراتی ہے۔ کوئی تازہ مصیبت تو نہیں آتی ہے۔ خدایا رحم کرنا میں اپنے سچے دل اور پورے خلوص کے ساتھ توبہ کرتی ہوں۔

(جعفر کا سیاہ لباس میں گھبرائے ہوئے شمشیر بکف آنا)

جعفر۔ دل آرا دل آرا۔ ہوشیار ہو۔ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ شاہی ہے۔ ظالم بادشاہ کی چڑھائی ہے۔

دل آرا۔ جعفر برادر کیا کہتے ہو۔ کون ظالم بادشاہ۔

جعفر۔ جب سے شادی کا پیغام تو نے نامنظور کیا۔ اوسی نے یہ سب فتور کیا

دل آرا۔ کیا جنگ۔

جعفر۔ ہاں جنگ۔ وہ بھی دشمن نام و ننگ۔ اس کی فوج قلعہ کی دیوار

تک آگئی ہے۔ سر پر ابر کی طرح چھا گئی ہے۔

دل آرا۔ پھر کیا ہوا، اوسان کیوں کھوتے ہو۔ تمہاری رگوں میں بھی بہادری کا خون ہے یہ کیا جنون ہے۔

جعفر۔ دل آرا مجھ کو جنون نہیں ہے۔ بلکہ تو مجنون ہے کیا تو خیال کرتی ہے کہ ہم اس کے مقابلہ کی تاب لا سکتے ہیں۔ چند آدمی ہزاروں کے مقابلہ میں فتح پا سکتے ہیں نہیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ تیرا خیال خام ہے

دل آرا۔ ہیں جعفر کیا کہتے ہو تو کیا میں اوس کے سپرد کردی جاؤنگی۔ خلاف مرضی اوس کے قبضے میں دی جاؤنگی۔

جعفر۔ نہیں نہیں۔ جب تک تن میں جوش ہے۔ اور سر بالائے دوش ہے۔ تب تک تم کو مجھ سے کوئی جدا نہیں کرسکتا۔ خود میں مرونگا مگر دل ربا تجھ کو اس موذی کے حوالے نہ کرونگا۔

(شور و غل کی آواز کا دل آرا کا گھبرانا)

یا الٰہی یہ کیسی تباہی، وہ شور غل ہوا۔ وہ لڑائی کا بگل ہوا۔ دل آرا تو شاہی محل میں پناہ لے۔ میں چلا خدا کے حوالے۔

بار الٰہی یہ کیسی آفت ہمارے پر آئی۔

(جعفر کے جانے کے بعد دل آرا کا بھی خوف کے مارے محل میں پناہ لینا)

سین ختم

باب پہلا سین چوتھا

قلعہ

(قلعے کا بیرونی حصہ دکھائی دینا فوج کا حملہ کرنا)

سالار۔ اے دل جوانو۔ اس سرکش شاہزادے نے ہمارے سلطان

کا حکم ٹالا۔ اور اپنی بہن سے شادی کرنے میں حیلہ نکالا اس لئے ہم کو
شاہی فرمان ہے کہ اس ملک کو تاراج و تباہ کرکے دل آرا کو شاہ دیجاہ
کے پاس پہنچائیں۔ اس خدمت کو جان و دل سے بجا لائیں۔ اس کام
کے صلے میں لعل و گوہر پائیں۔ مالدار غنی ہو جائیں۔

پہلا سپاہی۔ ہیں مثیر دل جوان۔ وہ ہم صاحب نشان۔ جو ہیں طالب نشان
جری افسروں کی جان۔

دوسرا سپاہی۔ کریں جنگ بیگیاں رہیں دنگ آسمان۔ لوٹیں دشمنوں کی جان وہ
ہوں سرفروشیاں۔

تیسرا سپاہی۔ خون برسے تیغ جوہر دار سے۔

چوتھا ۔۔ سر اڑیں ہر وار میں تلوار سے۔

سپہ سالار۔ بہادری کا کیا ہنر جانا۔

پہلا۔ سر کٹنا یا مر جانا۔

دوسرا۔ نام کر جانا۔

تیسرا۔ لہو میں بھر جانا۔

چوتھا۔ مارنا یا مر جانا۔

سپہ سالار۔ شاباش اے جان نثارو۔ دلیرو میدان جنگ کے شیرو۔
دشمنوں کو گھیرو اون کے گلے پر خنجر پھیرو۔

روز جنگ رست و جنگ باید کرد ۔۔۔ کو ششِ نام و ننگ باید کرد

(صفدر جنگ کی مسلح فوج کا مع سپہ سالار کے یہ گانا گاتے ہوئے چلنا)

گانا

سب کا۔ چلو جنگ کریں دو رنگ کریں دل تنگ کریں مل ڈھنگ کریں
سبھی سنگ کریں۔ چلو یارو مارو سارو چھاپہ مارو گھات
کرو سبھی سنگ کریں۔

چلو ہم زری ستمگری دکھائیں۔ یار و سپاہ گری، دلاوری دکھائیں۔ ہاں ہاں ہاں ہاں۔ کام سے نام سے یار ادھر اُدھر سے بھڑکے کیسے زر سے ہم پھریں۔ چلو۔

سین ختم

باب پہلا سین پانچواں

جنگل اگلا

(جعفر اور دل آرا کا سیاہ لباس میں بحال پریشان آنا)

گانا دونوں کا

جعفر۔ بدقسمتی سے ہوگئے ساماں نئے نئے
حاصل کیے ہیں حسرت و ارماں نئے نئے
غربت میں سیر لالہ و گل اب کہاں نصیب
صحرا نئے نئے ہیں بیاباں نئے نئے
کرتا ہوں قدر اپنے دل لخت لخت کی
پیدا کیے ہیں لعل بدخشاں نئے نئے

نثر

دل آرا۔ بھائی ہم کہاں آئی۔

جعفر۔ جہاں تقدیر لائی۔

دل آرا۔ پھر اب کیا کرنا چاہیے۔

جعفر۔ اس سرحد سے آگے گذرنا چاہیے۔

دل آرا۔ چلتے چلتے تھک گئی اگر کہیں بیٹھنے کا ٹھکانا ہو تو ذرا دم لے لوں۔

اس قدر ہوں نزار کہ بار الم اٹھ سکتا نہیں
تھک گئے ہیں پاؤں اب تیر قدم اٹھتا نہیں

جعفر۔ پیاری بہن بیٹھنے کا ٹھکانہ۔ اس غربت میں سوائے فرش خاک کے کیا جانا

دل آرا۔ بیشک کسی نے سچ کہا ہے ؎

ایک سی حالت نہیں رہتی زمانہ کیلئے
راحتیں ہوتی ہیں تکلیفیں اُٹھانے کیلئے
آج اوس راحت طلب کا ہوگا بستر خاک پر
کل جسے مخمل کے تکیے تھے سرہانے کیلئے

جعفر۔ بہن دل آرا۔ خدا کو مانو۔ خاک پر حقارت سے نظر نہ ڈالو۔ ہم کیا ہیں۔ اس کی آغوش میں تو بڑے بڑے سلطان عالیشان سوتے ہیں جن کو سوائے مخمل کے بستر اور پھولوں کی سیج کے خواب نہ آیا۔ انہوں نے بھی اس بستر خاک پر آرام سے خواب فرمایا ؎

آہستہ رکھ قدم کہ نہ خاک لوگ ہیں
پھیلائے پاؤں سوتے ہیں جو پاک لوگ ہیں

دل آرا۔ پیارے بھائی اب کیونکر آگے گذرتا ہوگا۔ ان ظالموں کے ہاتھوں سے کیونکر نکلنا ہوگا۔

جعفر۔ خدا کی مددگار ہے۔ تو ختم لاچاری ہے۔ اب آگے ریل کی سواری ہے۔ جس کے ذریعہ آن کی آن میں دشمن جان ہم سے کوسوں دور ہوجائینگے ہمارا پتہ بھی نہ پائینگے۔ سر ٹکراتے رہ جائینگے۔

گانا دل آرا اور جعفر

چھانڈ چلے من پردیسی چھانڈ چلے۔
بن بن بھٹکت ہائے ہائے اب کب تک پھر کرنا جی۔
چھوڑ نگر کو چھوڑ ڈگر کو ہر سے دھیان لگانا۔ چھانڈ چلے

سین ختم

باب پہلا سین چھٹا

پلیٹ فارم ریل

ریل کا سٹیشن ہے۔ گاڑی کھڑی ہوئی ہے ٹکٹ کلکٹر بنیئے سے جھگڑتا ہے۔ قلندر بخش اس کی طرف گھورتا ہے اور مسافر پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں۔ ریل کا آنا۔ مسافروں کا اترنا بار لگا ہونا بجلی ادھر ہو گا زور بغور

بنیا۔ ارے اے یہ کیا ہوا۔ ارے گربٹ ماسٹر گاڑی ایسا بھی آوتا ہے ویسا بھی جاوتا ہے۔ گاڑی کلائے کیو اسطے کھڑا ہویا۔

گارڈ۔ چپ رہو یو ڈیم فول کالا آدمی تم کو نہیں سوجھتا ابھی سگنل نہیں ہوا۔

بنیا۔ پر رانڈ کا گالی سلنے مانئے دیوتا ہے۔

گارڈ۔ چلا جا یو گدھے کا بچہ۔

قلندر بخش۔ لے لے اس کو کیوں مارتا ہے۔

گارڈ۔ چپ رہو تم کون ہے۔

قلندر۔ یہ بنیا ہمارا دوست ہے۔

گارڈ۔ چلا جاؤ نہیں تو ایک لات تمکو بھی ماریگا۔

قلندر۔ کیا کہا لات ماریگا۔ لات کبھی تمہارا باپ گدھا نے بھی مارا تھا۔ لات تو درکنار بچہ ذرا ہاتھ تو لگا کے دیکھ تیرے دانت توڑ دوں۔ دونوں آنکھیں پھوڑ دوں۔

گارڈ۔ اچھا اچھا بابا بیٹھو بیٹھو شور نہ کرو۔

بنیا۔ اب کیا باوا دادا کرنے لگا۔ ہم دال کھاؤ بنیا ذات کو دیکھکر مارنے آتا ہے اور مارنے خاں میاں بھائی کو باوا دا بناوتا ہے۔

حمید۔ ارے بھائی بیٹھ بھی جاؤ۔ زیادہ جھگڑا نہ بڑھاؤ۔

نمبیا۔ کالے کے واسطے بیٹھے گا۔

بڑا صاحب جنٹلمین۔ بیٹھو بابو بیٹھو جھگڑا مت کرو۔

نمبیا۔ دیکھو صاحب یہ گارڈ صاحب رنڈ کا ہم کو گالی لگاتا ہے۔ مارنے کو دوڑتا ہے

بڑا صاحب۔ اچھا بابو معاف کرو ہم صاحب کو سمجھاتا ہے۔

انگریزی سپیچ کا ترجمہ

دیکھو مسٹر ہم لوگوں کو اپنی ہندوستانی رعایا کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا چاہیئے۔ کیونکہ سختی سے رعایا بددل ہو جاتی ہے۔ جس سے حکومت کی جڑ کمزور ہو جاتی ہے۔ کیا تم بزرگوں کا قول بھول گئے۔ کہ حکومت ہمیشہ نرمی اور رحمدل اور انصاف سے کرنی چاہیئے۔

تیر و تلوار سختی و ظلم و جور سے بادشاہ کے سامنے رعایا کا سر جھکتا ہے۔ مگر دل کبھی نہیں جھکتا دل اسی وقت اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔ جب بادشاہ نرمی اور رحمدلی اختیار کرتا ہے۔ کیا تم اپنے انگریزی بھائیوں کی طرز حکومت کو دیکھکر بھی سبق حاصل نہیں کرتے ہو دیکھو اپنے لاٹ صاحب حضور جمس مٹین صاحب بہادر کس نرمی اور رحمدلی سے برتاو کرتے ہیں جس طرح ہماری قوم کے بزرگ اور صاحب حکومت حاکم حکم کرتے ہیں۔ اگر ہم نرمی سے حکومت کرینگے۔ تو ہندوستانی رعایا ہم پر اپنا جان و مال تک نثار کرنے سے کبھی دریغ نہ کرینگے۔ یہ رعایا ہندوستانی ہمیشہ اپنے بادشاہ پر جان فدا کرتی آئی ہے۔ بلشرطیکہ وہ بادشاہ منصف رحمدل اور نیک بخت ہو۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم بھی آج سے اپنی طرز کو بدل دوگے۔ اور سختی کی بجائے نرمی اور دلدہی کا طریقہ اختیار کرو جو تمہارے واسطے نہایت مفید ثابت ہوگا۔

نمبیا۔ اوہو ے دیکھا بڑے صاحب نے کہا یہ رنڈ کا گاڈ کو گٹ پٹ میں

سمجھا دیا۔ رانڈ کا اب تش تش کرتا ہے بھائی شباب اس بڑے شباب نے
اُس کو گوٹ بھٹ گوٹ بھٹ کر کے کیا سمجھایا۔
جمید۔ بڑے صاحب نے سمجھا دیا کہ دیسیوں کے ساتھ سختی سے پیش آؤ
تو یہ اپنا جان دال بھی تم پہ نثار کر دیجئے۔
نصیر۔ بیشک یہ صاحب کوئی بڑا اشراف معلوم ہوتا ہے۔ اگر ہندوستان
میں ایسے ہی انگریز آئیں تو ہندوستان کے دن ہی پھر جائیں۔ ہندوستانیوں
کا نصیبہ ہی جاگ اُٹھے۔
بلیا۔ بیشک بھائی شباب بڑا شباب کوئی بھلو مانس مالوم پڑت ہے۔
قلندر۔ لگارڈ کو بتا کر۔ تو اس کے جیسے سارے ہی تھوڑے ہی ہوتے ہیں
بلیا۔ میاں قلندر بخش آج تم نے ہمرے کی لاج رکھ لی۔ نہیں تو یہ رانڈ کا گارڈ
ماسٹر ہم کو روئی کی طرح تو م کر رکھ دیتا۔ یا ریوڑی کی طرح دانہ دانہ کر دیتا
لو میاں قلندر بخش آج سے ہماری تمہاری دوستی کی گانٹھ بندھ گئی
اور ایسی مضبوط بندھ گئی کہ کبھی چھوٹنے کی نہیں اس وقت تم ہمارے
کا خوشی کر دو۔ دوشالہ لے لو۔
قلندر۔ ارے بھائی پربین نے ایسا کونسا سلوک تمہارے ساتھ کیا ہے کہ جس
کے عوض میں دوشالہ لوں۔
بلیا۔ دیکھو قلندر تم کو ہمارے گنیش چند کا قسم ہے کہ انکار نہ کرنا دوشالہ لے لو۔
قلندر۔ اچھا بھائی اگر تو قسم دیتا ہے۔ تو ہم لاچار ہیں۔ تیری ہی خوشی کرنے
کو تیار ہیں۔ تم نے ہم کو دوشالہ دیا۔ تو ہم تم کو یہ چاندی کے کڑے دیتے ہیں
بلیا۔ ارے صاحب اس کی کیا ضرورت ہے۔
گارڈ۔ ارے بیٹھو بیٹھو گاڑی جاتی ہے۔
بلیا۔ ٹھیر جا بیٹھتا ہے۔
بڑا صاحب۔ بیٹھو باوا بیٹھو گاڑی جاتا ہے۔

بغیا۔ مائی باپ رحم بولیگا۔ تو فوراً ابھی بیٹھیگا۔ پرنت اس کانڈ کہنا سنے تو کبھی نہیں بیٹھیگا۔ چاہے گاڑی چلا ہی کیوں نہ جائیگا۔ جب بھی نہیں بیٹھیگا تم تو ہمارا مائی باپ ہے۔

حمید۔ ارے بنئے بیٹھ بھی جا ورنہ مارے ٹھوکروں کے دہوتی ڈھیلی ہو جائیگی

(سب کا جانا اور گاڑی کا جانا پوٹر کا گانا)

گانا

پوٹر۔ مالابمبی کو جائیگا ٹکٹ ہمیں کون دلائیگا۔

آیا گھنٹہ لاگھاٹ گاڑی ہو جاتی ٹاٹ۔

اس جھنڈے سے جیا ڈراے گا

مری گوری گوری ناری رادھا۔ واکے گورے گورے گال پڑا

منتھرا ہیگا۔ مالابمبی کو جائیگا۔

زبانی

ہے رام رام ہمارے جیسا غریب مانس کا تو ہارے سوا کون بدھاتا ہے یا پی زمانہ میں رات دن کام کرکے پکار پکار کر مرتا ہوں۔ تب کہیں سات روپیہ تنخواہ ملت ہے۔ اس میں کیا آپ کھاؤں۔ کیا استری مالک کو کھواؤں۔ رام رام بڑا اوقت ہے۔ اس پر جے سونے پر سوہاگہ اگر جرا سنگل دیتے مان چوک بھی تو پھانسی پہ لٹکائے جاوے جان گنواوے۔ ہے رام رام غریب مہئی کا تو ہی رکھو یا ہے۔

(جانا)

ڈبیلہ

سین ختم

باب پہلا سین ساتواں

شمس کا مکان

(جعفر کا دل آرا کے فراق میں گاتے ہوئے آنا)

گانا

دیکھو سہا نہیں جا رے ۔ داورا مو سے اب تو برسے دہر جیا جائے رمو سے ہرمان لی ہے یہ بیقراری ہر رنگ میں طرز آہ و زاری ۔ آساں ہوں مشکلیں ہماری کر اپنا کرم جناب باری ارے ہائے ہائے ہائے ۔ مو سے ۔

زبانی ۔ افسوس پل کے ٹوٹ جانے سے مجھے دریا میں گرایا ہمشیرہ کا ساتھ چھوڑایا ۔ مگر اس خدا دس افسر نے مجھے طوفان سے بچایا اور بحفاظت اپنے گھر لایا ۔

گانا

شمس ۔ ہم کے دکھی جان نکھو ۔ شان نکھو ۔ پھر آن نہ ہو باورا ۔
وہ ناما نے جو چاہا گیا ہیگا ۔ جیا کرے بچار ۔
چین پڑت ناہیں اسے تو پیارا ہمارا ہے ۔

کبھی غم ہو تو کبھی محو طرب رہتا ہے
ایک سا حال کسی شخص کا کب رہتا ہے ہو گئے ۔

زبانی ۔ مہیا عیش کا ہر وقت ہم سامان رکھتے ہیں
پر نہیں معلوم صاحب دل ہیں کیا ارمان رکھتے ہیں

جعفر ۔ ہم اپنے چھوٹنے والوں کا غم ہر آن رکھتے ہیں
نہیں اس کے سوا تو اور کچھ ارمان رکھتے ہیں

شمس۔ اس امر میں تو میرا کچھ چارہ نہیں
مگر ہاں اور غم آپ کا گوارا نہیں

جعفر۔ ہوں خوب آشنا اہل وطن ہمسر کہیں
ٹھوکریں کھانے کو زندہ رہ گیا جعفر کہیں

شمس۔ دنیا ہے اک سرا یہاں سب ہیں مسافر آنیوالے
باپ بھی بیٹا بھائی سب ہیں بچھڑ کر جانیوالے
کیا صورت سیرت والے کیا دولت مال خزانے والے
رب تھے سب اڑ جائینگے یہ لوگ مسافر خانے والے

جعفر۔ اب مجھ کو اجازت دیجئے رخصت کیجئے۔

شمس۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا ہے
تم ہو مجھ سے جدا خدا نہ کرے

سر ہو گر تن سے جدا تن سے سر کل جدا — تیر غم سے دل جدا اور سینہ تن سے دل جدا ہوگیا
کس طرح ہو جائے لیکن سینہ سے دل جدا — غیر ممکن ہے کہ دریا سے ہو ساحل جدا

جعفر۔ وقت پر ہو جائے جیسے کہ سر کا دل جدا
جس طرح ہو جاتا ہے سینے سے سر کل جدا
ٹکڑے ہو ہو کے ہو جاتے ہیں لخت دل جدا

شمس۔ افسوس تو میری بات نہیں مانتا مطلب دل نہیں سمجھتا اچھا بتا کہاں جائیگا ارادہ ہے۔

جعفر۔ تاتار کا شوق دل میں زیادہ ہے۔

شمس۔ ہر وقت رہیو شاد ہاں خدا حافظ
ارمان ہوں سب پورے تمہارے خدا حافظ

گانا

شمس۔ حافظ خدا رہے بیٹے آسا جی کی ہو پورن سب

ملتان مگن مگن دن رتیاں۔ گردیگار ہر دم فقط مار سے ادہر اُدہر
خطر نہ کر نام ہے کام ہے خوشی ہاں۔

(جانا جعفر کا گانا شمس کا فراق جعفر میں)

گانا

شمس۔ کل پائے نہیں۔ جگر جان جعفر بن ہوں حیران کل یارے
کھوج کروں اب واکی لگاؤں کر تو چلنے کا سامان۔ مکل
زبانی۔ افسوس جس شہر میں یہ جاتا ہے۔ وہاں کا ہر شخص میرا دشمن نظر آتا ہے
اب تنہا دشمنوں میں جانا اپنے آپ کو جان کر موت کے منہ میں پھنساتا
ہے۔ مگر ایسے دوست کے لئے ایسے بیکس کے لئے۔ ایسے مظلوم
کے لئے۔ تنہا دشمنوں میں جانا بھی ہمت مردانہ۔

(جاتا ہے)

باب پہلا سین آٹھواں

پائیں باغ

مکان حمید

(دل آرا کا افسوس کرتے ہوئے آنا)

دل آرا ۔ افسوس بے موت مارا زندگانی نے مجھے
کیوں آج بھی ڈبویا نہ پانی نے مجھے
افسوس میرے بھائی کو طوفان نے نگل لیا
اور مجھے موت نے بھی قبول نہ کیا

حمید۔ اے عورت تجھ پر خدا کی رحمت خدا نے تجھ پر سایہ رحمت ڈالا۔
جو میں نے تجھ کو زندہ اس طوفان سے نکالا۔

دل آرا۔ بے شک میرے مربی میرے محسن میں آپ کی نہایت ممنون ہوں۔ ہاں مگر اس ملک کا نام ہے۔

حمید۔ اس ملک کا تاتار نیک بخت نام ہے۔

دل آرا۔ کون ہے فرمانروا تاتار کا۔

حمید۔ نیک ہے نواب ایک اہل وفا تاتار کا۔

دل آرا۔ ہاں آہا میں نے اپنے والد سے اس کی بہادری کا حال سنا تھا مگر اوس وقت تو وہ ناکدخدا تھا۔

حمید۔ اب بھی وہ اسی حال میں ہے۔

دل آرا۔ خیر کس خیال میں ہے۔

حمید۔ عشق و محبت کے جنجال میں ہے۔

دل آرا۔ (خود سے) ؎

مر مٹا اس ستم ایجاد کا جو بن نکلا
عشق کمبخت بھی کیا جان کا دشمن نکلا

کیوں صاحب میں نواب صاحب کے دربار میں بار پا سکتی ہوں اچھے اچھے قصے سنا کر اون کا دل بھلا سکتی ہوں۔ اون کی طبیعت کو راہ پر لا سکتی ہوں۔

حمید ؎ راہ پر ایسی طبیعت کا ہے آنا مشکل
بہتے دریا کا ہے کوزے میں سمانا مشکل

دل آرا۔ اگر یہ بات مشکل ہے تو میری یہ خواہش دل ہے۔ جو میں ہوں۔ اسے چھپائیگا۔ جو میں نہ ہوں وہ بتائیگا۔ احسان جو یہ آپ کا فرمائیگا تو بدلہ ضرور ایک دن پائیگا۔

حمید۔ اے گل گلعذار رعنائی تیری بات مطلق میرے خیال میں نہیں آئی۔

دل آرا۔ حضرت آپ کا کدھر دھیان ہے۔ کلی کو غنچہ کہنے میں کیا نقصان ہے

حمید۔ آہا یہ بات واللہ خوب سوجھی گھات۔ ایک کمسن عورت کو مردانہ پوشاک پہننے کا دھیان ہے۔ بھیس بدلنے کا ارمان ہے۔ جب تو یہ کام سہل ہے۔ آسان ہے۔ ع
گر لیلا کو مجنون بننے کا ارمان ہوگیا
اچھا خیر آپ توشے خانے میں تشریف لایئے۔ پوشاک مردانہ حسب دلخواہ پسند فرمایئے۔

(جانا حمید کا)

گانا

دل آرا۔ اب کوئی نہیں مہربان۔ حامی اپنا یزدان۔ لاج شرم اب ہاتھ ہے تیرے تجھ پہ قربان جاؤں ہر آن۔ اب کوئی نہیں مہربان۔ اب کوئی

(جانا دل آرا کا)

باب پہلا سین نواں

عبدالکریم کا مکان

(عبدالکریم کی بیوی وفادار کا گاتے ہوئے آنا)

گانا

وفادار۔ دلدار یار چھیلا سے نیناں لگائیں گے۔ دلدار یار چھیلا سے نیناں لگائینگے۔ سیناں چلائینگے۔ دلدار یار چھیلا سے یار میرا اعلے جبین ہیرا بالا۔ صورت مورے سیاں کی من کو بھائے اے مورے من کو نہ بھائے رے دلدار یار

بات موری بھولی رعمر ہ دری بالی پیا پاپی کے بول مو سے سہو نہ جاوے رے دلدار یار۔

مجھ سے نادان کا ہو نادان کوئی جوڑا خاوند بھاڑ میں جائے کمبخت نگوڑا خاوند۔ اب آنکھ مار گبرو سے نیناں لگائینگے۔ دلدار یار

نثر

وہ جو اپنی قسمت میں تھا لکھا۔ وہی ہوا لٹکا۔ ماں۔ باپ کا گھر چھوڑا تو ملا یہ جوڑا۔ موا نکما ڈاک کا گھوڑا ہیں ایسی چنچل شوخ طرار اور میرا میاں ایسا بدشکل بے ہمت بدکردار دل سے تو کبھو نگر گل کھلے تو کبھو نگر اوس سے تو میرا یار فضیحتا ہزار درجے بہتر اب کوئی ایسی تدبیر نکالوں کہ میاں سے طلاق لے کر فضیحتا سے نکاح پڑھاوں۔

فضیحتا۔ (باہر سے) اے بی وفادار جان۔

وفادار۔ اجی کون ہو۔

فضیحتا۔ اجی یہ تو ہیں ہوں تمہارا فضیحتا۔ جاؤں جلد ہی لے آؤں (اندر جانا)

وفادار۔ کہو پیارے مزاج کیسا ہے۔

فضیحتا۔ بتلائیں کس طرح سے اوقات کاٹتے ہیں
سو بیقراریوں سے دن رات کاٹتے ہیں

وفادار۔ ہم بھی اسی طرح سے اوقات کاٹتے ہیں
بیتابیوں سے اپنی دن رات کاٹتے ہیں
جبکہ کوئی مونس و غمخوار تنہائی نہیں
کس لیے تصویر جاناں میری کھچوائی نہیں

فضیحتا۔ بات کرنیکے لیے اوس نے جگہ پائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی نہیں

وفادار۔ دل کی آنکھوں میں بھی اوس نے جگہ پائی نہیں

کس لئے تصویر بندی تم نے کھچوائی نہیں

فضیحتا - لے لیا غیروں نے بوسہ اور تو خرابی نہیں

اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

خیر یہ تو آپ کی مہربانی ہے۔ مگر کہانتک تو محبت نکالا کریگی۔ مجھے جھوٹے وعدوں سے ٹالا کریگی۔

وفادار۔ نہیں پیارے میرا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں مگر ابھی اوس موئے سے پیچھا چھوٹا نہیں۔

فضیحتا۔ اخیر پیچھا چھوٹنے کا کوئی بہانہ۔

وفادار۔ بہت قریب ہے وہ زمانہ۔ بس اب جاؤ۔ بہت دیر ہوگئی کہیں میرا خاوند آجائے تو اور قیامت ڈھائے۔

فضیحتا۔ اجی آنے دو اوس اُلو کے پٹھے کو آج جان ہی سے مارڈالونگا۔

وفادار۔ اجی جاؤ جی جاؤ زیادہ شیخی نہ بگارو اور اگر وہ آجاوے تو ابھی دُم دبا کر بھاگو گے۔

فضیحتا۔ اجی جاؤ جی جاؤ کچھ ایسے ویسے ہم نہیں۔ خدا کے فضل سے ثانی رستم ہیں۔ اگر اس وقت بھی مقابل آجائے تو کیا مجال ہے۔ میرے پنجہ سے چھوٹ جائے۔

(عبدالکریم کا باہر سے آواز دینا)

عبدالکریم۔ اجی بی وفادار جان۔

فضیحتا۔ ہائے رے آگیا شیطان۔ گئی جان (کانپنا)

وفادار۔ کیوں میاں سپاہی بھول گئے اوسان۔ اجی میاں کیوں ڈرتے ہو بہادری کا نام بدنام کرتے ہو۔

فضیحتا۔ اجی کون ڈرتا ہے۔ میں تو نہیں ڈرتا۔

وفادار۔ پھر کانپتے کیوں ہو۔

فضیحتا۔ مجھے ذرا سردی معلوم ہوتی ہے۔

عبدالکریم۔ ارے دروازہ کھول۔

فضیحتا۔ ہائے بٹیا فضیحتا آج تو کیسا بچئیے گا جنیا۔

وفادار۔ ادہر آؤ میاں سپاہی ادہر آؤ تم بہادری دکھا چکے۔ اب عورت کی چترائی دیکھو اس بوری میں چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔

فضیحتا۔ بیشک بیوی میں ہارا۔ خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔ کہیں چھپاؤ۔ ادہر آؤ چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ اونچا سانس نہ لینا۔

(وفادار کا فضیحتا کو بوری میں بیٹھا دینا اور عبدالکریم کو اندر لے آنا)

عبدالکریم۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے ہم میاں بیوی کی جوڑی کو دیکھکر لوگ جلتے ہیں رشک کرتے ہیں۔ اور جب کوئی عیب نہیں پاتے ہیں تو اس نیک بخت کو بیوا بدکار بتاتے ہیں۔ جر مکار ٹھراتے ہیں۔ بھلا اس بات کا ہم کب یقین لاتے ہیں۔ ہماری جورو کوئی ایسی ویسی ہے۔ اجی اللہ اللہ کرو۔ یہ تو ہزاروں میں ایک ہے۔ لاکھوں میں نیک ہے۔ خدا ہماری جورو کو سلامت رکھے۔ (وفادار سے) کیوں بی وفادار۔

وفادار۔ کیوں کیا ہے پیارے دلدار۔

عبدالکریم۔ کیوں بیوی کیا کر رہی تھی۔

وفادار۔ میاں تمہیں کو یاد کر رہی تھی۔ میاں آجکل تم کچھ بیکل نظر آتے ہو۔ اس کا سبب کیا ہے خیر تو ہے نا۔

عبدالکریم۔ ارے بیوی کہاں کی خیر۔ اس نواب جمیل بجبر بڈھو کی نوکری نے تو ناک میں دم کر دیا ہے۔

وفادار۔ آخر کیا بات ہے۔

عبدالکریم۔ ارے بیوی بات کیا ہے۔ یہ ہمارے نواب جمیل بجبر بڈھو ہو گئے

ہیں۔ شاہزادی شکیلہ کے نام پر لٹو۔ مگر وہ ان کو جانتی ہے نکھٹو۔ جب اوس کا دم بھرتے ہیں چیر غٹو۔ تو وہ کہتی ہے کہ آگے بڑھاؤ اپنی سواری کا ٹٹو۔ عشق کا کھیل تو انہوں نے کھیلا ہے۔ بیکار دکھ ہم نے جھیلا ہے۔ آج ہمارے نواب جمیل کے مصاحب خاص رفیق الدولہ فرمانے لگے۔ کہ اون کو گانا سناؤ۔ ناچنے والیوں کو لاؤ۔ بھینس کے آگے بین بجاؤ۔ تو کسی ناچنے والے طائفہ کی فکر میں چلا تھا۔ راستے میں تیری یاد آگئی ادہر چلا آیا۔

وفادار۔ میرے میاں میں تمہیں یاد کر رہی تھی۔ خوب ہوا کہ تم آگئے۔

عبدالکریم۔ ہاں یہ تو سچ کہتی ہے۔ مگر جب میں نے باہر سے آواز دی تو یہ گھر میں گڑبڑ سی کیا ہو رہی تھی۔

وفادار۔ کیا کہوں میاں میرا تو ناک میں دم ہے۔

عبدالکریم۔ کیوں کیوں کیا ہے۔

وفادار۔ اجی ہے کیا جب تم مجھے تنہا چھوڑ کر چلے جاتے ہو تو وہ پیارا فضیحتا یہاں آتا ہے اور مجھے ستاتا ہے۔

عبدالکریم۔ فضیحتا کون فضیحتا۔ ارے یہ کیسا فضیحتا۔

فضیحتا۔ ہائے ہائے اب کیسے لکلو ٹکا جیتا۔

عبدالکریم۔ ارے وہ ہمارے گھر میں بغیر بلائے آنے والا کون۔

وفادار۔ ارے پر وہ آپ سے کب آیا تھا۔

عبدالکریم۔ تب۔

وفادار۔ اوسے تو میں نے بلایا تھا۔

عبدالکریم۔ تو نے بلایا تھا۔ اخیر بلانے کا سبب۔

وفادار۔ کیا کہوں میاں جب تم چلے جاتے ہو۔ مجھے بالکل چین نہیں آتا۔

عبدالکریم۔ ارے تمہارا ستیاناس جائے عورت کو چین نہ آئے تو یہ آئے

مرد کو گھر میں بلایا جاتا ہے۔ تمہارا ستیاناس ہو۔ ٹھہر میں ابھی تیرے

فضیحتا کا فیضحتا کرتا ہوں (ڈھونڈنا)

وفادار۔ ارے پر تم تلاش کسے کرتے ہو

عبدالکریم۔ وہی تیرے فضیحتے کو۔

وفادار۔ وہ تو دیوار پھاند کر بھاگ گیا۔

عبدالکریم۔ دیوار پھاند کر بھاگ گیا۔

وفادار۔ ہاں۔

عبدالکریم۔ تو کیا وہ بھی کوئی جانور تھا۔

وفادار۔ جانور نہیں تو اور کون تھا۔ وہ تو اپنی پڑوسن کا سفید بلا تھا۔

عبدالکریم۔ کیا کہا۔ بلا۔ واللہ بلا۔

وفادار۔ واللہ بلا۔

عبدالکریم۔ بھلا وہ بلا دو پاؤں کا تھا یا چار پاؤں کا۔

وفادار۔ جاؤ جی جاؤ۔ تم بھی مجھ سے دل لگی کرتے ہو۔ بلا بھی کبھی دو پاؤں کا ہوتا ہے؟

عبدالکریم۔ دیکھ پیاری خاوند کی بات کا بُرا نہیں ماننا چاہیئے۔ مگر ہاں پیاری دیکھ اب سے تو ایسے کتے بلے کو اپنے گھر میں نہ بلایا کر۔

وفادار۔ کیوں اس میں تمہارا کیا جاتا ہے۔

عبدالکریم۔ دیکھ پیاری فضیحتا ٹھہرا ذات کا بلا۔ جب اپنے گھر میں تو چوہوں کو ماریگا اور چوہے مریں گے مریگی خیر جب پلیگ کمیٹی والے پا پہنچے تو ہمارے گھر کو آگ لگا دینگے۔ سب آدمیوں کو فینائل میں نہلائینگے پھر کرانٹین میں بھیجے جائینگے یہ سب مصیبت ہی مصیبت ہے نا۔

وفادار۔ اگر ایسا ہے تو میرے میاں میں اُسے کبھی نہ بلاؤنگی۔

عبدالکریم۔ تو بس چلو چھٹی ہو گئی۔

وفادار۔ میرے میاں تم بیٹھو میں تمہارے واسطے شربت لاتی ہوں۔

(جانا وفادار کا)

عبدالکریم۔ مبت تیری ایسی تیسی رخدا ہماری جورو کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے) (جوتی دیکھکر جو جلدی میں فضیحتا بھول گیا تھا) ہوں کوئی دو پاؤں کا بلا گھسا ہے۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے۔ وفادار اے بی وفادار۔

وفادار۔ کیا ہے۔

عبدالکریم۔ یہ کیا ہے۔

وفادار۔ یہ کیا ہے

عبدالکریم۔ ارے پھر بھی تو میں بھی پوچھتا ہوں کہ یہ کیا ہے۔

وفادار۔ اوہوں مجھے پسند نہیں مجھے تو ولایتی بوٹ لادو۔

عبدالکریم۔ اری ولایتی بوٹ کی بچی وہ پھر پہننا پہلے یہ بتاؤ کہ یہ کس کا ہے

وفادار۔ نہیں نہیں میں تو ایسی جوتی ہرگز نہیں پہنونگی۔

عبدالکریم۔ ایسی نہیں تو پھر کیسی پہنوگی۔

وفادار۔ مجھے وارنش کا ولایتی بوٹ یا گرگابی لادو۔

عبدالکریم۔ ارے وارنش کا بوٹ پہننے والی یہ بتاؤ کہ یہ کس کا ہے۔

وفادار۔ جاؤ تم غصہ کرتے ہو تو میں کبھی نہ بتاؤنگی۔

عبدالکریم۔ اگر تو نہ بتائیگی تو میں خود ڈھونڈ لونگا۔

(اٹھ ڈھونڈھنے جانا۔ وفادار کا پکڑنا)

وفادار۔ میرے میاں۔

عبدالکریم۔ میری بچی۔ ارے میری بیوی۔

وفادار۔ تم بھی کیسے بھولے بھالے نادان ہو۔ جو اتنی بات پر بدگمان ہو یہ جوتا تو میرے پیارے فضیحتا کا ہے۔

عبدالکریم۔ کیا بلا جوتا بھی پہنتا ہے۔
وفادار۔ نہیں میرے میاں تم سمجھے نہیں۔
عبدالکریم۔ میں نہیں سمجھا تو تم سمجھاؤ۔
وفادار۔ وہ آج میرے پاس آیا تھا تو یہ جوتا پڑوسن کے مکان سے اُٹھا لایا تھا۔ تمہارے آنے کی گرد بڑ میں جوتا اسی جگہ چھوڑ کر بھاگ گیا
عبدالکریم۔ ہاں ہاں بھاگا ہوگا بھاگا ہوگا۔ بلا تو ہمیشہ بھاگا ہی کرتا ہے۔
وفادار۔ (جوتہ لیکر) بی چنبیلی کی ماں یہ جوتا پڑوسن کے لڑکے کو دیدے
(پھینکدینا فضیحتا کی طرف)
عبدالکریم۔ دیکھ پیاری محلہ والوں نے مجھے بلا کر کہا ہے۔ اور کیا ہے بدگمان۔ ہر روز بھرا کرتے ہیں میرے کان۔ کہ تمہاری بیوی بڑی بلا کی ہے بیگمان۔
وفادار۔ اچھا تو میرے میاں پھر تم اُن موئے محلے والوں کو کیا جواب دیتے ہو
عبدالکریم۔ بس یہی کہ تم جیسی پاک دامن عورت دنیا بھر میں نہیں۔ (او ڈتیس سے) کبھو ل کسی کی۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پر ہمیشہ سلامت رکھے۔
وفادار۔ میرے میاں تم نے کچھ اور بھی سُنا۔
عبدالکریم۔ وہ کیا؟
وفادار۔ وہ اپنی دیوار کے نیچے گھسیٹے کی بیوی شبراتن رہتی ہے نا
عبدالکریم۔ ہاں ہاں وہ گھسیٹے کی بیوی کی ماں کی پھوپھی کی خالہ کی ساس
وفادار۔ ہاں ہاں وہی وہی جائے اوس کا ستیاناس۔ اوس نے اپنے خاوند سے چوری یار کو گھر میں بلایا تھا۔
عبدالکریم۔ یار کو گھر میں بلایا تو اوس کا خاوند کیا اُلو کا پٹھا تھا۔ جو اوس کے یار کو نہ پکڑا۔ وہ وہ سچ مچ گدھا تھا گدھا۔ اچھا پھر کیا ہوا۔

وفادار۔ ہوتا کیا۔ اس کے دوستوں نے اُسے بہت سمجھایا۔ کہ تیری بیوی بدکار ہے۔ مگر وہ ان کی ایک نہ مانتا تھا۔ اپنی بیوی کو پارسائی کی دیوی مانتا تھا

عبدالکریم۔ واقعی کوئی بڑا احمق گدھا ہوگا۔ نامرد کہیں کا۔

وفادار۔ ہو یا نہ ہو وہ اپنے پیارے یار سے محبت کی باتیں کر رہی تھی کہ اوپر سے اوس کا خاوند آگیا۔

عبدالکریم۔ تب تو بہت ہی خوب ہوا۔ پھر تو اوس نے دونوں کی خوب مرمت کی ہوگی

وفادار۔ اجی سنو تو سہی وہ عورت بڑی چالاک تھی اوس نے ایک نئی چالاکی کی۔

عبدالکریم۔ وہ کیا۔

وفادار۔ وہ یہ کہ اوس نے اپنے خاوند کے منہ پر جھانپ اُٹھا (عبدالکریم کے منہ پر رکھکر) اپنے یار کو اشارہ کیا کہ نکل جا۔ یہی موقعہ ہے (فضیحتے کا نکل جانا) اس نے اوس کے منہ پر جھانپ ڈالا۔

عبدالکریم۔ اچھا پھر کیا ہوا؟

وفادار۔ پھر کیا ہونا تھا۔ بس اوس کا یار بھاگ کر نکل گیا۔

عبدالکریم۔ اور اوس احمق نے اپنے منہ پر جھانپ ڈلوائی۔ اور چپکا بیٹھا رہا۔ کمبخت کوئی پورا ہی اُلو ہوگا۔ اگر میں ہوتا تو اس عورت کی ناک چوٹی کاٹ لیتا۔ اور اوس کے یار کو گولی مار دیتا۔

وفادار۔ ارے پر وہ عورت ایسی چالاک ہے۔ کہ موئے مرد کو بنگنی کا ناچ نچاتی ہے۔

عبدالکریم۔ اگر میں ہوتا تو اس عورت کو کھروا ناچ نچاتا۔ ساری چترائی بھلا تا

وفادار۔ میرے میاں سب تمہارے جیسے ہوشیار تھوڑے ہی ہوتے ہیں یہ تو میرے ہی نصیب ایسے تھے کہ تمہارے جیسے مرد سے پالا پڑا۔

عبدالکریم۔ دیکھ پیاری کہیں تو ایسا نہ کرنا۔ مجھ سے چال نہ چلنا۔

وفادار۔ توبہ میاں۔ میری تو بلا بھی ایسا کام نہ کرے۔ دیکھو نہ جب سے

میں نے یہ بات سُنی ہے۔ میرا بدن تھرتھراتا ہے۔ اور چھاتی دھاڑ دھاڑ کر رہی ہے۔ (عبدالکریم کا ہاتھ رکھکر دیکھنا)
خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے۔ ہماری جورو کوئی ایسی ویسی ہے۔ یہ تو بڑی نیک ہے۔ ہزاروں میں ایک ہے ذراسی بات سُنکر چھاتی کیسی دھڑا دھڑ کر رہی ہے۔ پیاری ڈاکٹر کو بلاؤں
وفادار۔ نہیں میاں تمہارے ہوتے مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے
عبدالکریم۔ اچھا پیاری میرے لئے تھوڑا سا پانی تو لا۔
وفادار۔ بہت اچھا میرے میاں میں ابھی لائی (گئی)
عبدالکریم۔ کیوں پیاری تو آئی۔
وفادار۔ ہاں میرے میاں میں تمہارے واسطے ٹھنڈا پانی لائی۔
عبدالکریم۔ (پانی پیکر) چلو خوب یاد آیا۔ اچھا پیاری اب میں جاتا ہوں۔
وفادار۔ دیکھو میاں جب تم مجھے تنہا چھوڑکر چلے جاتے ہو تو خدا جانے کیا کیا دل میں آتا ہے۔ دم گھبراتا ہے۔
عبدالکریم۔ ارے پھر گھبرانے کی کیا بات ہے۔ کیا سبب ہے۔
وفادار۔ دیکھو میاں تمہارے سوا میرا اس دنیا میں ہے کون۔ باپ ہو سو تم۔ بھائی ہو سو تم بیٹے ہو سو تم اور پھر خاوند ہو سو تم۔
عبدالکریم۔ ہاں پیاری سچ ہے۔ تیرے سوا میرا بھی کون ہے۔ ماں ہو سو تم بہن ہو سو تم۔ بیٹی ہے سو تو۔ اور پھر عورت ہے سو تو۔ میرا کوئی اور وارث تھوڑا ہی ہے۔ دیکھ پیاری آج میں بازار جاؤنگا۔ تو تیرے لئے کالا لاکوا لاؤنگا۔
وفادار۔ نہیں میاں کالا لاکوا نہ لانا۔ وہ تو مجھے محبت کی نظر سے گھور یگا۔
عبدالکریم۔ گو وہ اسے محبت کی نظر سے دیکھیگا۔ اچھا تو چنبیلی غالے آؤں
وفادار۔ کوئے مرغے کو کیا آگ لگاؤنگی۔

عبد الکریم۔ اچھا تو پھر کیا
وفادار۔ مجھے تو تم ایک بکری لادو بکری۔
عبد الکریم۔ بکری ایک نہیں دس۔
وفادار۔ نہیں ایک بس۔

گانا

وفادار۔ واری جاؤں رے سنوریا تو پہ وارنا رے۔
تن من دہن سب تو پہ واروں۔ گھر در زر سب تو پہ نثاروں
کب تک قاتل بنکر خنجر مارنا رے۔ واری جاؤں رے۔

(اجانا عبد الکریم کا)

وفادار۔ آج تو یہ فریب کا پھندا چل گیا۔ جو میرا پیارا صحیح سلامت نکل گیا اگر کسی روز یہ بھانڈا پھوٹا تو سمجھ لو کہ اسی روز میرا دم بھی چھوٹا اس لئے یہ تدبیر خوب ہے شہر میں ایک جوگی صاحب کمال جو وارد ہیں۔ فی الحال اون سے کروں اپنے مطلب کا سوال۔ اگر انہوں نے ایک بھی نقش یا تعویذ دیدیا تو وارا نیارا ہے۔ اس بلا سے صاف چھٹکارہ ہے۔ پھر تو میں ہوں اور نصیحتا پیارا پیارا ہے۔ بس اُسی کے ساتھ نکاح پڑھاؤنگی۔ دن رات مزے اُڑاؤنگی۔ چلوں ڈیرہ کروں۔ (اجانا)

باب پہلا سین دسواں

محل نواب جمیل کا

(نواب کوچ پر لیٹا ہوا ہے عبد الکریم سارنگی والے سر پر چونا ستا رہے)

(طوائف گا رہی ہے طبلے والا طبلہ بجاتا ہے)

رفیق الدولہ۔ عبدالکریم وہ گانے والا طائفہ حاضر دربار ہے۔

عبدالکریم۔ جی ہاں حضور۔ طبلہ سارنگی سب کچھ تیار ہے۔ فقط حکم کا انتظار ہے

رفیق۔ پھر کیا دیر ہے۔ ہم حکم دیتے ہیں۔ گانا شروع کیا جائے۔

عبدالکریم۔ بہت خوب۔ ابے اوستاد کے بچے اپنا بے سرا ساز ملا۔ اور بی حسین گجو کو

سارنگی والہ نور احمد۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔ دولت کی بیل بڑھتی ہے

عبدالکریم۔ اب وہاں کہاں چلا دیکھو میاں دفتی۔ تم اپنا بے سرا ساز ملانا اور اس چھوٹی خانم کے نخرے دکھانا۔ اگر یہاں تمہارا گانا پاس ہو جائیگا تو سمجھ لو کہ تمہارا ستیاناس ہو جائیگا۔

طوائف۔ ارے تو گانے بجانے کے باریک کام کو کیا جانے۔

عبدالکریم۔ دیکھو بی چلبلی اگر میں کوئی بڑا اسا راگ شروع کردوں تو قسم اوستاد کی میاں نور احمد سارنگی والے کا ستیاناس کردوں۔ اور اس میاں محمد حسین جوڑی والے کو تو بالکل ہی خناس کردوں۔

نور احمد۔ ابے گھر میں بولا کر یہ خانہ جنگی۔

عبدالکریم۔ ابے چپ بیٹھ اوڈھنگی۔ ورنہ توڑ دونگا تیری سارنگی۔

محمد حسین۔ میاں عبدالکریم۔ معاف کرو۔ ہم تمہارے ہنر کو مان گئے۔

عبدالکریم۔ جب مان گیا تو پھر کیوں اوستاد لوگوں سے دلیل کرتا ہے بچہ اگر میں چاہوں تو صبح ہی چھ مہینے کی پھانسی دلوادوں۔ یا ہتھکڑی لگوادوں۔

طوائف۔ ارے تجھے خاک میں ملاؤں۔ موا تین روپیہ کا نفرا موچی کو ہتھکڑی ڈالوتا ہے۔ اوستاد جی کیا دیکھتے ہو۔ ڈھولک مار کے موئے کا سر توڑ دو۔

اوستاد۔ کیوں بے نہیں مانتا۔

عبدالکریم - ابے بھیڑ ابھی تو تو چپ ہی رہ نہیں تو چپا ئی ہیں لپیٹ کر رادہی ہیں بہادو نگا۔

رفیق - (اندر سے) کہاں گئے - میاں عبدالکریم -

عبدالکریم - ارے ہٹو ہٹو سرکار تشریف لاتے ہیں۔

(نواب جمیل کا دیوانہ وار آکر کوچ پر گرنا)

گانا

طوایف - ہیں دم دیکھے سوتن گھر جانا سوتن گھر جانا - بیرن گھر جانا۔

دوہا

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو ہوتا بس میرا تو چوم لیتی ہاتھ قاتل کے
الفت کا مزہ جب کوئی مر جائے تو جانے
یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جانے تو جانے

تیری گلی نے سو سو پھیرے - تم نہ روٹھو چاہے روٹھے زمانہ ہیں دم دیکھے۔

رفیق - ہاں ہاں شروع رہو شروع رہو۔

عبدالکریم - گاؤ گاؤ کمبختو - خوب گلا پھاڑ کر چلاؤ۔

گانا

طوائف - میں تو تورے دامنو لاگی مہاراج - درشن دیجو کرپا کیجو آپ ہو غریب نواز - میں تو رے

دوہا

رام جھروکے بیٹھ کے کا مجرا لیت
جیسی جاکی چاکری ویسا واکی دیت میں تو

رفیق ہاں ہاں اور گاؤ اور گاؤ - گائے جاؤ

دیگر گانا نمبر ۳

کوئیں پانی نہ جائیو نجریا لاگی۔ نجریا لاگی رے نجر لاگی۔
میں جمنا جل بھرنے گئی تھی، دیکھ جھلک تورت بھاگی رے۔ کوئیں

نواب۔ اس حور کا گلا ہے یا بلا ہے یا نغمہ سنجی کی ہوک ہے یا پپیہے کی کوک ہے

کیا ہنسے کوئی بھلا کیا رو سکے
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

عبدالکریم۔ ارے کوئی اچھی سی چیز شروع کرو ناچ کے ساتھ

طوائف۔ بہت خوب سرکار۔

دیگر گانا نمبر ۴

گھاٹ چھانڈا و سنوریا بھروں گگری رے بھروں گگری۔ گھونٹ
گئی تھی نجریا لے آئی ہدری۔ مورے بالے جوبنوا پہ چھائی
زردی۔ گئی بندیاں لبسار گئی ڈگری موری چاتر کھلاڑی نے
پھوڑی گگری۔ گھاٹ چھانڈ و سنوریا۔

جمیل ~~ بس بس دماغ میرا پریشان ہوگیا
وحشت کا میرے اور بھی سامان ہوگیا

عبدالکریم۔ ارے جاؤ تمہارا ستیاناس جائے۔ تم نے سرکار کا دماغ پریشان کر دیا۔ ایسا سڑا ہوا گانا سنایا اور کوئی چیز سناؤ۔

استاد نور احمد۔ بہت اچھا۔ بیا نئی چیز گاؤ سرکار کا مزاج ٹھکانے پہ لاؤ

دیگر گانا نمبر ۵

نجر موہے لاگی رہے بار سے پن ہیں۔

جمیل۔ بس بس نکلواؤ ان چڑیلوں کو یہاں سے نکالو۔

عبدالکریم۔ تمہارا ستیاناس جائے تمہیں گانا ہی نہیں آتا۔

محمد حسین۔ میاں عبدالکریم اور کس طرح گائیں۔

عبدالکریم۔ مرے تم کاتے۔
جمیل۔ نکالو نکالو۔ جلدی ان کو میرے سامنے سے نکالو۔
عبدالکریم۔ نکلو۔ نکلو۔
محمد حسین۔ ارے پر پیسے۔
عبدالکریم۔ چپ بے بھینسے۔
نور احمد۔ نہیں ہم تو بغیر پیسے لئے نہ جائینگے
عبدالکریم۔ اچھا ٹھیرو۔ میں تمہیں پیسے دیتا ہوں۔ (ہاکی لیکر مارتے ہوئے) لیجئے پیسے۔
محمد حسین۔ بس میرے باپ نہیں چاہئے پیسے۔
عبدالکریم۔ ابے انعام تو لیتا جا۔
نور احمد۔ بس مل گیا باوا جان نجی۔ لاکھوں پائے۔ ایسا انعام جہنم میں جائے
عبدالکریم۔ کیوں کیا ہوا پیٹ بھر گیا۔
محمد حسین۔ ارے پیٹ کیا بھر گیا۔ یہ تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ کچھ نہ ملیگا۔ اونچی دکان پھیکا پکوان۔ چلو بی صاحب۔
(جانا طوائفوں کا)

صفدر۔
یہ موج لومیں کا دل آپ کا جو عازم ہے
کنارہ قلزم غم سے حضور لازم ہے

نواب۔
خوشی کی بزم سے دل لذت آشنا نہ ہوا
ترانہ اور بھی غم کا میرے بہانہ ہوا

رفیق۔ حضور حضور۔
نواب۔ بس نصیحت کیا ضرور۔
صفدر۔ حضور کیا حال ہے۔
نواب۔ اچھا حال ہے۔

رفیق۔ افسوس کیا ہوگیا۔

نواب۔ سودا ہوگیا۔

صفدر۔ خدا نہ کرے۔

نواب۔ خدا ایسا ہی کرے۔

رفیق۔ آپ ہیں عاقل و دانا۔

نواب۔ نہیں وحشی و دیوانہ۔

صفدر۔ حضور انجام۔

نواب۔ موت کا پیغام۔

صفدر۔ کر دیا آپ کی تقریر نے بیتاب مجھے
کچھ جنوں کے نظر آنے لگے اسباب مجھے

نواب۔ میں وہ مجنون ہوں کہ مجنوں بھی ہمیشہ خط میں
قبلہ و کعبہ لکھا کرتے ہیں القاب مجھے

رفیق۔ صبر۔

نواب۔ رکھو گیا۔

صفدر۔ استقلال۔

نواب۔ رخصت ہوگیا۔

رفیق۔ دل کیوں بے آس ہے۔

نواب۔ جس کا مال تھا اسی کے پاس ہے۔

صفدر۔ بیخودی کا جواب کیا ہوگا۔

رفیق۔ یہ کیسی سرگردانی ہے ابھی عہد جوانی ہے۔

نواب۔ یہ سب قصہ و کہانی ہے۔ جوانی سب کی فانی ہے (جانا نواب کا)

(رفیق کا افسوس کرنا)

رفیق۔ عبدالکریم۔

عبدالکریم ۔ جی حضور ۔
رفیق ۔ افسوس ۔
عبدالکریم ۔ حضور صد ہزار افسوس ۔
رفیق ۔ عبدالکریم ۔
عبدالکریم ۔ جی حضور ۔
رفیق ۔ کیا کہیں ۔
عبدالکریم ۔ کچھ نہ کہو ۔
رفیق ۔ گھر بگڑ گیا ۔
عبدالکریم ۔ حضور بالکل ستیاناس ہوگیا ۔
رفیق ۔ خاطر کچھ اس کی کردو ۔
عبدالکریم ۔ اجی جانے دو ۔ بس مرنے دو ۔
رفیق ۔ چپ بیہودہ کیا بکتا ہے ۔
عبدالکریم ۔ تو جناب عشق میں مریکے ہو؟ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ جو تخم محبت بوتا ہے ۔ اوس کا یہی انجام ہوتا ہے ۔
رفیق ۔ کچھ علاج بتاؤ ۔
عبدالکریم ۔ ٹھنڈے پانی سے نہلاؤ ۔
رفیق ۔ اس سے کیا ہوگا ۔
عبدالکریم ۔ کیا ہوگا مرض کے ساتھ مریض بھی دفعہ ہوگا ۔
رفیق ۔ بیوقوف ہم روتے ہیں ۔ اور تو ہنستا ہے ۔
عبدالکریم ۔ تو جناب میرا کون مرگیا ہے جس کے نام کو روؤں ۔ ابھی تو نواب صاحب اور حضور دونوں زندہ ہیں ۔ پھر میں کیا روؤں ۔ جب آپ دونوں میں سے کوئی مریگا تو میں خوب روؤنگا اس لئے اس وقت نہیں روتا اگر گھڑی گھڑی روئونگا تو آنسوؤں کا خزانہ خالی

ہو جائیگا۔ پھر اوس وقت اسٹاک کہاں سے آئیگا۔ اوسی دن کے لئے
سنبھال کر حفاظت سے رکھتا ہوں۔
رفیق۔ چپ بیہودہ نامعقول۔ دل لگی چھوڑ۔ ادہر آ۔
عبدالکریم۔ یہ لیجئے حاضر ہوا۔
رفیق۔ سن۔
عبدالکریم۔ فرمائیے۔
رفیق۔ اپنے شہر میں ایک حکیم حاذق ظفر نامی کی سواری آئی ہے۔ جسے دعوئے مسیحائی ہے۔ سو تم اور عبدالرحیم اُس کی تلاش میں جاؤ اگر ڈھونڈ لاؤ گے تو انعام پاؤ گے۔
عبدالکریم۔ بہت بہتر ہاں مگر نام کیا بتایا سرکار۔
رفیق۔ ظفر۔
عبدالکریم۔ کیا فرمایا جناب۔
رفیق۔ ارے ظفر خانہ خراب۔
عبدالکریم۔ جی درست ہے جناب ظفر خانہ خراب۔
رفیق۔ ابے ظفر۔ اُلو ظفر۔
عبدالکریم۔ جی بجا ہے بندہ پرور اُلو ظفر
رفیق۔ ارے بھائی ظفر۔
عبدالکریم اجی جناب آپ کیوں مسخری اُڑاتے ہیں۔ کبھی خانہ خراب ظفر کبھی اُلو ظفر۔ کبھی ظفر بتاتے ہیں۔ اجی ایک نام بتائیے۔
رفیق۔ ارے بھائی صرف ظفر کیا کہیگا۔
عبدالکریم۔ بہت اچھا ارے بھائی صرف ظفر۔
رفیق۔ لعنت ہے تجھ پر (چلا جاتا)
عبدالکریم۔ اجی سنئے تو بندہ پرور کیا چلے گئے۔ ارے واہ رے

شکیلہ۔ نیز اگر جو دیکھو اپنی دھن کی گاتا ہے۔ مجھے تو گھر کا گھر پاگل نظر آتا ہے۔

گانا

عبدالکریم۔ سب گھر پاگل سب گھر پاگل، سب گھر دیوانہ، اندر پاگل باہر پاگل چکر میں آنا۔ نوکر پاگل چاکر پاگل کس کا غم کھانا، سب میں عبدالکریم دانا۔ یا خدا یہ کیا غضب پاگل ہیں سب کے سب۔ کیا کرنا میرے مولا۔ ہیں پاگل ادنے اعلیٰ ہے خون ہمارا کھولا چھوٹا کھانا پینا۔ آگ لگاؤ ستم گھر در کو کیا در در پھرنا ہو معلوم سب میں عبدالکریم دانا۔

(جانا)

باب پہلا سین گیارہواں

سرائے

(دل آرا بحالت پریشانی آنا سرائے میں)

گانا

دل آرا۔ دہوم سارے جگ میں رہے ڈارے ناری تن جتن کر ہمت والی سندر ناری نرین بن کر۔ اکڑ کر ٹھر ٹھر ہر ہر شیر نر کرے خنجر چلے سن سن کر۔ کیا مجھے کوئی جانے، صورت کو پہچانے۔ کیا پیاری سے پیار اپلے درشن کر کر۔ ہمدم ہو ہم غم ٹلے غم الم مٹیں ملیں ہم تن من دھن ورپن کر۔ دہوم۔

ژبانی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں اس مردانہ لباس میں ایک مسکین عورت

نوجوان عورت ہوں۔ میری گفتار سے وہ قدرتی انداز و سانہ نہیں ہو سکتی
اگر مجھ کو کوئی دیکھ پائے تو صاف میرے بھائی کا دھوکا کھائے کیونکہ
خدا نے میری اور میرے بھائی کی صورت ایک ہی بنائی ہے اور
دوسری بات یہ کہ خوبی قسمت سے پوشاک ویسی ہی ہاتھ آئی ہے۔
خیر یہ تو سب کچھ ہوا اور ہو رہیگا۔ مگر اب سرو گلشن کی سرو رعنائی تک
رسائی دشوار ہے۔ مگر خیر بے آس نہ ہونا چاہیے۔ اگر خدا مددگار ہے
تو بیڑا پار ہے۔ اس عشق نے ایک اور فطرت سکھائی ہے۔ میں نے اس
شہر میں ایک حکیم کے آنے کی خبر اڑائی ہے۔ جو لوگ تلاش میں آئینگے
وہ سب اسی راہ سے جائینگے۔ وقت پر جو کچھ بن پڑیگا ہم بھی اپنی چالاکی
دکھائینگے۔ (اندر سے)

عبدالکریم۔ ادھر سے چلو بھائی ادھر سے چلو۔

دل آرا۔ وہ وہی سامنے سے آتے ہیں۔ ہمارے خریدار آ رکھیو پروردگار

رحیم۔ بھائی عبدالکریم۔ جس کا ہم کو پتہ دیا تھا۔ وہ تو یہی سرائے ہے۔

عبدالکریم۔ تو پھر ان سے دریافت کرو۔

رحیم۔ حضرت اسلام علیکم

دل آرا۔ وعلیکم السلام۔

عبدالکریم۔ حضرت آپ کا نام

دل آرا۔ ہمارے نام سے تمہیں کیا کام۔

رحیم۔ بتا دیجئے مہربان ہمارے فائدہ کا ہے سامان۔

دل آرا۔ نہ تو ہست ہوں نہ تو نیست ہوں نہ تو نام ہے نہ نشان ہے۔
نہ مکین ہے۔ نہ زمین ہے نہ زمان ہے۔

عبدالکریم۔ خیر جناب اگر آپ شاعری میں بات کرتے ہیں۔ تو ہم بھی آپ کو شاعری
میں جواب دیتے۔ اور حال دریافت فرماتے ہیں۔

پابند تجمل ہو، کیا رکھتے تو تحمل ہو
کس شاخ کے گل ہو تم کس باغ کے بلبل ہو

رحیم۔ بولو نا۔ بولو نا۔ بولو نا۔ بولو نا۔

دل آرا۔ نہ بلبل سا نالاں نہ گل سا پریشاں — نہ قمری سی کوکو نہ شمشاد ہوں میں
نہ مخمور طرب ہوں نہ پابند الفت — نہ قاتل نہ صیاد جلاد ہوں میں۔

عبدالکریم۔ نہ ہاتھی نہ گھوڑا نہ بیل اور نہ ناڑھی نہ کھیتی نہ باڑھی۔ عجب طرز کا تو انسان ہے۔

دل آرا۔ انسان ہو کر کیسی نادانی جھک جھک کرتا ہے
پاگل ہے یا وحشی دیوانہ یا کیسی بک بک کرتا ہے

عبدالکریم۔ یہ تو اس کمبخت نے بڑا اٹیڑا الجبر لکالا۔

رحیم۔ ارے کہدے یار کچھ انٹ سنٹ لڑادے۔ بے پر کی اُڑادے

عبدالکریم۔ یار عبدالرحیم میری شاعری کا تو خاتمہ ہو گیا۔ (اسٹیشن آگیا) اب تو کچھ کیا ہے۔ (دل آرا سے) اچھا جناب اب شاعری چھوڑ دیئے نظم کو الگ رکھدیجئے۔ نثر میں گفتگو کیجئے۔ صاف صاف نام بتا دیئے ہم سے نہ چھپایئے۔

دل آرا۔ کیا پوچھتے ہو نام میرے پیرہن میں ہے
پوشیدہ نام میرا میرے تن بدن میں ہے

قمیض کے بٹن کھولنے میں تکلیف ہو گی مجھے۔ ورنہ ابھی نام بتا دیتا۔ صاف صاف پتہ دیتا۔

رحیم۔ آخیر جناب نام چھپانے سے فائدہ۔

دل آرا۔ پردیس میں یہ راز بتانے سے فائدہ۔

عبدالکریم۔ ارے واہ بھائی۔ سڑی سودائی۔ کیا تیری کمبختی آئی جو اس سودائی سے زبان لڑائی۔

رحیم۔ ہاں بھائی ٹھیک ہے۔ وقت نہ گنواؤ۔ چلو آؤ۔
دل آرا۔ ٹھیرو اس قدر جلدی ہیں نہ آؤ۔ جس کی تم کو تلاش ہے۔ وہ تمہارے پاس ہے۔ بس اب تو راز فاش ہے۔
عبدالکریم۔ اچھا بتاؤ ہمیں کس کی تلاش ہے۔
دل آرا۔ آیا حکیم ہے۔ جو ہے بقراط زمانہ۔
عبدالکریم۔ سچ کہتے ہو میرے نانا۔ تمہیں معلوم ہے اوسکا ٹھکانہ۔
دل آرا۔ ٹھکانہ کیسا میں اوس کو جانتا ہوں۔ اچھی طرح پہچانتا ہوں۔
رحیم۔ تو پھر بتا دیجئے۔ صاف صاف بتا دیجئے۔
دل آرا۔ کیا غرض جو بتا دیجئے ؎

عشق بتاں میں چاک گریباں کبھی کبھی ہندو بنے کبھی تو مسلماں کبھی کبھی

عبدالکریم۔ جناب ایک مصرعہ بھول گئے۔
دل آرا۔ وہ کیا؟
عبدالکریم۔ آیا کرو ادہر تو میری جاں کبھی کبھی۔

رحیم ؎
خود ہیں بیمار تو بھائی انہیں اب جلنے دو
ان کو صحرا کی ذرا ٹھوکریں اب کھلنے دو

کریم ؎
نہیں بھائی انہیں لو اب سے لگانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

دل آرا۔ تو کیا اوس کو بھی میرے سا آزار ہے۔
کریم۔ جی ہاں اوس کو بھی یہی آزار ہے۔
رحیم۔ عشق محبت میں گرفتار ہے۔
دل آرا۔ جب تو ہمارا اوس کا ملنا سزاوار ہے۔
کریم۔ باعث فتح وظفر حضرت ظفر کیا آپ ہیں۔
دل آرا۔ نام سے اب تک ہمارے بیخبر کیا آپ ہیں۔

کریم۔ بسم اللہ جب تو چلئے دیر نہ کریئے۔ (جانا دل آرا کا) یا اللہ یہ
یہ چلتا پھرتا ہے۔ یہ زنانہ ہے یا مردانہ۔
(سب کا جانا)

باب پہلا سین پانچواں

محل نواب جمیل

(نواب جمیل کا لیٹے ہوئے نظر آنا۔)

نواب۔ ملیں گے عاشق و معشوق کس دن ایہ خدا دونوں
رہینگے طالب و مطلوب کبتک یہ جدا دونوں

کریم۔ (مع دل آرا کے آنا) دیکھو میاں یہی دیوان خانہ ہے۔ اور وہ سامنے جو بیٹھا ہے۔ وہی دیوانہ ہے۔ اب بندہ یہاں سے روانہ ہے۔

دل آرا۔ ارے ٹھیر ٹھیر

کریم۔ دیکھو صاحب آپ کو تو اپنی حکیمی پر ناز ہے۔ یہاں تو پیٹ پھٹکا اور بندہ پروانہ ہے۔

نواب۔ ہائے۔

کریم۔ باپ رے۔

دل آرا۔ ارے ٹھیر ٹھیر۔ کیوں کرتا ہے حالت غیر۔ چل چل آگے چل زیادہ نہ مچل

کریم۔ دیکھو میاں مسیحا۔ اگر اب کے نواب نے دم گھسیٹا تو ہڈ بول تلمیت ہڑپ ہو جائینگے۔

نواب۔ یا غفور الرحیم۔

کریم ۔ بھاگ بیٹا عبدالکریم۔

نواب ۔ ہیں یہ کون بولا۔

کریم ۔ چونکی بلا دابا گلا۔

نواب ۔ ہیں جواب ندارد۔

کریم ۔ ارے جواب کیا میاں ۔ جان ندارد۔

نواب ۔ سنتا نہیں پر قصور۔

کریم ۔ آیا حضور۔

نواب ۔ سامنے آنا ہنجار۔

کریم ۔ آیا آیا سرکار چلے ملک الموت کے دربار۔

نواب ۔ ہیں تو کون ہے ۔ عبدالکریم۔

کریم ۔ جی ہاں ایک عبدالکریم ۔ اور دوسرا الّو کا پٹھا حکیم سب مجھے اکیلا چھوڑ کر خدا جانے کہاں بھاگ گیا۔

نواب ۔ ہیں تو روتا ہے۔

کریم ۔ جی ہاں روتا ہوں۔

نواب ۔ تو تو کچھ اوداس نظر آتا ہے۔

کریم ۔ جی ہاں اوداس ہوں ۔ بالکل بیجواس ہوں۔

نواب ۔ کیا تجھکو میرے حال پر ترس آتا ہے۔

کریم ۔ جی ہاں ترس آتا ہے ۔ رحم آتا ہے ۔ (الگ) مارے خوف کے میرا تو دم جاتا ہے ۔ رحم کس مردود کو آتا ہے ۔ بندہ تو ڈھونگ پھیلاتا ہے ۔ تجھ کو بناتا ہے۔

نواب ۔ عبدالکریم ذرا میرے قریب تو آنا۔

کریم ۔ ہاے رے کہیں کاٹ نہ کھائیں دیوانہ۔

نواب ۔ ہائے شکیلہ ۔ ہائے شکیلہ۔

کریم - ارے چولہے میں گئی تیری شیخیلہ یہاں مارے ڈر کے ہوگیا میرا پاجامہ ڈھیلا

نواب - پیاری تیری بیوفائی نے مجھے عذاب میں ڈالا۔

کریم - حضور وہ بڑی مغرور ہے شیطان کی خالہ۔

نواب - ہیں او بے ایمان یہ کیا کلام منہ سے نکالا۔ شیطان کی خالہ۔

کریم - معاف کیجئے۔ جناب والا۔ میں نے بھول میں ایسا کلمہ کہہ ڈالا۔

نواب - وہ نور کی پتلی ہے اعلیٰ۔

کریم - بیشک جناب والا وہ ہے اس سے بھی اعلیٰ۔

نواب - وہ قاف کی پری جنت کی حور ہے۔

کریم - جناب وہ حور سے بھی کوسوں دور ہے۔

نواب - وہ عالم نور ہے۔

کریم - جی وہ نور علے نور ہے۔

نواب - وہ حور پری سے بھی مرتبہ میں اعلیٰ ہے۔

کریم - جی بے شک وہ حور پری اور آفتاب مہتاب کی خالہ ہے۔

نواب - وہ مجسم حور ہے۔

کریم - ضرور ہے۔

نواب - تو سراسر قصور ہے۔

کریم - جی کچھ ایسا ہی حضور ہے۔

نواب - نکل جا میرے سامنے سے نا ہنجار۔

کریم - بہت بہتر سرکار (الگ ہوکر) خدا جانے آج کس منحوس کی شکل دیکھکر گھر سے چلا تھا۔ اس بلا سے مقابلہ ہوا۔ بھاگ بیٹا کرما آج ہوگیا تھا زندگی کا بیمہ۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔ (گیا)

دل آرا - (نواب کو تنہا پاکر) دل چاہتا ہے۔ اس کو گلے سے لگا لوں

محبت دل میں گدگدی کرتی ہے۔ مگر سامنے جاتے ہوئے طبیعت ڈرتی ہے۔ جی میں آتا ہے کہ سامنے جاکر قدموں پر سر رکھدوں۔ دل کی حالت کہہ ڈالوں۔ خوب بھڑاس نکالوں۔ مگر عورت پھر عورت۔ فطرت پھر فطرت۔ اے ہمت مردانہ۔ تھوڑی دیر کے لئے میرے نزدیک آنا۔ (قریب جاکر ڈرتے ہوئے) حضور خداوند سرکار۔

نواب ۔ کون البشر۔

دل آرا۔ ایک خستہ جگر۔

نواب۔ ایک خستہ جگر کا نام۔

دل آرا۔ بے نام ونشان۔ آوارہ خاندان۔

نواب۔ کس نے بتایا ہماری انجمن کا راستہ۔

دل آرا۔ کون بتلاتا ہے بلبل کو چمن کا راستہ۔

نواب۔ آرزو کیا ہے تیری یہ جستجو رکھتا ہوں میں۔

دل آرا۔ دل میں پنہاں ایک مشکل آرزو رکھتا ہوں میں۔

نواب۔ کس قسم کا مخفی الشان ہے۔ میں کیا جانوں بھلا تو ہے کون بلا۔

دل آرا۔ میں بلا نہیں ہوں۔ بلکہ اسیر بلا ہوں۔ غم و رنج میں مبتلا ہوں۔

نواب ؎ باتوں نے تیری مجھ کو پریشان کردیا
حیراں کو تو نے اور بھی حیران کردیا

دل آرا۔ حضور ایک ارمان

نواب۔ جا بھائی جا۔ میرا سر نہ پھرا۔

دل آرا۔ افسوس میرا دل جگر افگار ہو گیا۔ جینے سے بیزار ہو گیا۔

نواب۔ جینے سے بیزار تو مرجا۔

دل آرا۔ ایک اُمید نے زندہ رکھا ہے

نواب۔ دنیا کی اُمید میں کیا رکھا ہے۔

دل آرا۔ میری اُمید بھی وہ اُمید ہے۔ جس میں میری زندگی کا بھید ہے۔
نواب۔ تو جائیگا یا سر پھرائیگا۔
دل آرا۔ افسوس کوئی میری کہانی نہیں سنتا۔ اللہ کوئی میرے حال پر ترس نہیں کھاتا
نواب۔ بس یا اور بھی ہے کچھ ہوس۔
دل آرا۔ کسی قدر احتیاج ہے۔
نواب۔ اوس کا میرے پاس کیا علاج ہے۔
دل آرا۔ سنتا ہوں کہ حضور کے دشمنوں کو کچھ آزار ہے۔ تو اس کی دوا
بھی میرے پاس تیار ہے۔
نواب۔ نادان جب تو نے میرا مرض ہی نہ پہچانا۔ تو دوا کیا خاک کریگا۔
میرا ہمدرد بنکر کیا بنائیگا۔
دل آرا۔ آزار کی شناخت تو رکھتا ہوں مگر زبان پر لاتے ہوئے ڈرتا ہوں
نواب۔ نہیں نہیں ڈر کیا ہے۔ بیان کر کیا ہے۔
دل آرا۔ خود بخود آپ جو بیمار نظر آتے ہیں
یہ تو کچھ عشق کے آثار نظر آتے ہیں
نواب۔ آہا بے شک یہی حال ہے۔ اے نوجوان شیریں گفتار۔ نونہال
تیری باتوں نے میرا دل لبھایا۔ رفتہ رفتہ تو نے اپنا سکہ بٹھالیا۔
اب تو یہاں آرام کر میں اندر جاتا ہوں۔
دل آرا۔ مگر حضور۔
نواب۔ کیوں پیارے ظفر کیا کچھ درکار ہے۔
دل آرا۔ حضور ایک عرض۔
نواب۔ اے ظفر میں خوش ہوں۔ مجھ سے کہ تجھے کیا چاہئے۔
دل آرا۔ میں برہمن ہوں مجھے مندر کی پوجا چاہئے۔
نواب۔ تجھ کو یہ مندر پسند آیا۔ تو تجھ میں پاپ ہے۔

دل آرا۔ باپ ہیں سب پاک میرے دیوتا جب آپ ہیں۔
نواب۔ ہر طرح تقریر ہیں قائل ہوا ہیں تیرے ساتھ۔
دل آرا۔ جب تو میرے دیوتا تو چومنے دے اپنے ہاتھ۔
نواب۔ دست بوسی کیجئے گر تجھ کو ضرورت ہے یہی۔
دل آرا۔ میں پوجاری ہوں تیرا میری عبادت ہے یہی۔
نواب۔ خوشی سے ہاتھ میرا اب تو لیجئے ہاتھ ہیں۔
دل آرا۔ یا خدا ہر دم رہے یہ ہاتھ میرے ہاتھ ہیں۔

(گانا دل آرا اور نواب کا ملکر)

نواب۔ ہو سُندر دلبر یار پیارے نت مگن مگن۔
دل آرا۔ واروں جی جان میں قربان تو یہ پیارے دل کے سہائے۔

قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی
پردے پردے ہی میں ہی کمبخت جو سو ہو جائے

نواب۔ نثار ہو تو پہ نثار۔ دلدار یار جان سوہن موہن۔ سُندر

سین ختم

باب پہلا سین تیرھواں

جوگی کی جھونپڑی

(جوگی کا بیٹھے نظر آنا)

جوگی۔ میں نے سُنا ہے کہ اس شہر میں بیوقوف عورتیں۔ جوگی جتی۔ بیراگی بیراگی سے سوال کرتی ہیں۔ اس لئے میں نے یہ بھیس بنایا ہے کسی بیوقوف چڑیا کو فریب کا دانہ ڈال کر جال میں پھنساؤں۔ مگر ڈر لگتا

ہے۔ کہ خود نہ سپاٹے میں آجاؤں۔ ہاں یہ کون سامنے سے آتا ہے

(چیلے کا آکر خبر دینا)

چیلہ۔ مہاراج ایک منشی آپکے چرن چوما چاہتا ہے۔

گرو۔ آنے دے بچہ آنے دے۔ (عبدالکریم کا آنا)

کریم۔ آج دیوانے جمیل سے تو جان بچی صبح گئے سلامت آئے۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ وہ تو مجھے دیکھتے ہی دیوانے کتے کی طرح کاٹنے کو دوڑا۔ آج میں اس جوگی کے پاس اس لیئے آیا ہوں کہ کوئی گنڈا تعویذ لکھدیں۔ جس سے دیوانہ جمیل مجھے اپنے پاس نہ جانے۔ بلکہ میری صورت سے بیزار ہو جائے۔ (نزدیک جاکر) گروجی۔ ڈنڈوت

گرو۔ جیو بچہ ہر ہر نام ستنا ہے۔ رام نام رہت ہے۔ بول تجھے کس بات کا انجام ہے۔ کیا تیرا نام ہے۔

کریم۔ نام دام کا ذکر چھوڑو پہلے اس کا علاج بتاؤ۔

گرو۔ بچہ فرماؤ۔

کریم۔ گروجی ایک بھوت میرے پیچھے پڑا ہے۔

گرو۔ کیا بھوت کا بچہ۔

کریم۔ جی ہاں گروجی بھوت۔

گرو۔ تو میں ایک ہی منتر میں جلا کر قصہ پاک کرونگا۔

کریم۔ جب تو پاؤں لاگوں جی گورو کے۔ چرن چھوؤں مہاراج کے۔

چیلہ۔ گروجی ایک پردے دار عورت آپکے درشن کو آئی ہے۔

گرو۔ (عبدالکریم سے) جب تو بچہ تو بھاگ۔ بھاگ۔ بھاگ۔

کریم۔ یہ بھاگا بھاگا بھاگا (چھپ کر) اس جنگل میں پردے دار عورت کا آنا اسرار سے خالی نہیں ہے۔ ذرا میں بھی تو چھپ کر دیکھوں۔ یہ کیا اسرار ہے۔ (آنا وفادار کا نقاب منہ پہ ڈالے ہوئے)

گرو۔ کیوں مائی کیا چاہتی ہے۔
وفادار۔ مہاراج۔ میں آج ایک مشکل کام کو آئی ہوں۔
گرو۔ بیان کر احتیاج۔
وفادار۔ مہاراج میں اپنے خاوند سے بہت دُکھی ہوں۔
گرو۔ دکھی ہے تو پھر کیا چاہتی ہے۔
وفادار۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ کمبخت سے میرا پیچھا چھوٹ جائے یا اوس کی دونوں آنکھیں پھوٹ جائیں۔
کریم۔ یا خدا یہ کیا راز۔ یہ تو میری بیوی وفادار کی آواز۔
گرو۔ مائی کس محلے میں تیرا مکان ہے۔
وفادار۔ لال بازار۔
کریم۔ لال بازار کی رہنے والی۔ یہ کیا بات زبان سے نکالی۔ کہیں میری بیوی وفادار تو نہیں۔ نہیں نہیں وہ یہاں کیوں آنے لگی۔ بے خبر مردار کو منہ دکھانے لگی۔ اجی اللہ اللہ کرو۔ ہماری جورو کوئی ایسی ویسی ہے۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔
گرو۔ مائی تیرے خاوند کا نام۔
وفادار۔ اوس موئے کو سب عبدالکریم کہتے ہیں۔
کریم۔ یا غفور الرحیم۔
گرو۔ مائی یہ تو اوتار۔
کریم۔ ارے یہ تو وہی میری بیوی وفادار۔ مگر یہ بیوفا یہاں کیوں آئی۔ خیر اس وفادار کی پوری وفاداری دیکھنا چاہیے۔ خدا ہماری جورو کو ہمارے سر پر سلامت رکھے۔
گرو۔ کیا وہ مرد تجھے پسند نہیں۔
وفادار۔ گرو مہاراج وہ موا تو مجھے پھوٹی آنکھ پسند نہیں آتا جب

اوس کی شکل دیکھتی ہوں تو بخار چڑھ جاتا ہے۔ میرا تو ایک ادا نوجوان
پر جی جاتا ہے۔

گرو۔ مائی اوس کا نام کر آشکارا۔

وفادار۔ اوس پیارے کا نام ہے فضیحتا پیارا پیارا۔

کریم۔ ارے فضیحتا تو بی پڑوسن کا سفید بلا تھا۔ اس کا پیارا کہاں سے ہو گیا
کیوں یارو میں نہ کہتا تھا۔ کہ کوئی دو پاؤں کا بلا گھسا ہے۔ خیر جی خدا
ہماری جورو کو سلامت رکھے۔

وفادار۔ گورو جی آج رات کو میں نے اپنے پیارے کو گھر میں بلایا تھا۔
اوس کے آتے ہی موا میرا خاوند آگیا۔

گرو۔ پھر تو نے کیا کیا۔

وفادار۔ اس موئے کے منہ پر جھانپڑ ڈال کر یار کو بھگا دیا۔

کریم۔ ہائے اب کیا کروں۔ اس کا گلا دبا دوں۔ ساری وفا ہی ٹھکانے
لگا دوں۔ نہیں نہیں ابھی اس نیک کے جوہر اچھی طرح کھلنے دوں۔

گرو۔ کیا اوس کا چہرہ تجھے بالکل نہیں بھاتا۔

وفادار۔ اجی وہ موا تو مجھے پھونڈا آنکھ لپند نہیں آتا۔ موا موٹا ایسا جیسے
بھنگ گھوٹنے کا سوٹا۔

کریم۔ لو بھئی ہیں بھنگ گھوٹنے کا سوٹا۔ اچھا تو اسوٹا تو سوٹا ہی سہی۔

گرو۔ میرے پاس ایک ایسا منتر ہے کہ جو تو کہے وہ جانور اوسے بنا دوں
مگر اس کی نذر میں یہ ہار لے لونگا۔

وفادار۔ لیجئے آپ پر تو جان بھی قربان ہے۔

کریم۔ ہاں اس میں تیرے باپ کا کیا نقصان ہے۔ دادا جی کی فاتحہ اور
حلوائی دوکان ہے۔

گرو۔ اچھا تو پھر اوسے گدھا بنا دوں گدھا۔

کریم۔ ہاں ہاں گدھا بنا دے۔ میرے ماں باپ نے مجھے اسی لئے پالا تھا کہ تو گدھا بنایا جائے۔

وفادار۔ نہیں گروجی۔ وہ موا گدھا بنے تو مجھے لاتیں ماریگا۔

گرو۔ اچھا تو پھر اُسے کونسا جانور بنانا چاہتی ہے۔

وفادار۔ گروجی اس موئے کو بندر بنا دیجئے۔

گرو۔ اچھا مائی اس ہار کو یہاں رکھدے۔ اور یہ منتر سیکھ لے

کریم۔ دیکھئے جناب اب میرے لئے اور قالب تیار ہوا۔ خیر دیکھو میں بندر بنتا ہوں یا قلندر۔

(وفادار کا ہار رکھدینا گرو کا منتر بتانا)

منتر۔ مہا دھندتال۔ گورو گھنٹال۔ بنا دے لنک کو وننا چال۔ مہابیرو بھینسا سور کردے من کی اچھا پور۔ لنسدن فاقے کردے دور۔ بنادے مانس کو لنگور۔ انتر منتر تنتر۔ بنجا بندر۔ بول ہنومان کی جے۔ جا بیٹا تیرا کام ہو گیا سب کاج پورا ہو گیا۔

وفادار۔ واہ گروجی کیا اچھا ہوگا جب وہ بندر بنجاویگا۔ تو میں اس کی کمر میں پٹہ ڈالونگی۔ گلے میں سونے چاندی کے گھنگرو باندھونگی۔ ڈگڈگی بجاؤنگی۔ ناچ کرنا سکھاؤنگی۔ سلام کرنا بتاؤں گی۔ اور کہونگی کرو میاں جی سلام۔ کرو میاں جی سلام۔ کرو میاں جی سلام۔

(عبدالکریم سامنے آکر)

کریم۔ لو بیوی جی سلام۔ لو بیوی جی سلام۔ لو بیوی جی سلام۔

(عبدالکریم کا گرو کو جوتے مارنا اور وفادار کی ناک کاٹ دینا)

(ڈراپ سین کا آہستہ آہستہ گرنا)

ڈراپ سین

باب دوسرا

سین پہلا

محل نواب جمیل

گانا

دل آرا۔
ہوئے حیراں مسیحا بھی ترے بیمار کے آگے
نہیں چلتی کسی کی عشق کے آزار کے آگے
دمِ گلگشت یاد آئی جو چشمِ سرمگیں تیری
تو روئے بیٹھکر ہم نرگسِ بیمار کے آگے
الٰہی عشق ہمت میں کس قدر سختی اٹھائی ہے
بیاں کیا حالتِ دل ہم کریں اغیار کے آگے

(نواب کا آنا)

نثر

نواب۔ ادھر آ پیارے ظفر۔ مجھ سے نہ ڈر۔ شرم نہ کر۔
دیا ہے عشق محبت کا کیا سبق تو نے
مٹا دیا ہے دلِ زار کا قلق تو نے
نہ تجھ کو شرم ہے مجھ سے نہ مجھکو ہے پردہ
پڑھا دیا ہے کتاب عشق کا ورق تو نے

دل آرا۔ میں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ کہ حضور کے خانگی اور دلی نغمے کو پڑھ چکا ہوں۔

نواب۔ اچھا تجھے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ کس بتِ طناز کا چاہنے والا ہوں۔ کون ہے وہ گل کہ حسین جس کا کہ دیوانہ ہوں میں۔

دل آرا۔ ہاں حضور جس کو چاہتے ہیں۔ اوس کو جانتا ہوں۔ اور جو حضور کو چاہتا ہے اوس کو بھی پہچانتا ہوں۔

نواب۔ کیا جہان میں میرا چاہنے والا بھی ہے۔

دل آرا۔ چاہنے والوں کا سچا چاہنے والا بھی ہے۔

نواب۔ مجھے کسی کی چاہت سے کیا کام۔ میں جس کو چاہتا ہوں وہ دل آرا ہے رام تو ہو دل کو آرام ہے

ذکر شیریں کوہ کن کو سُنانا چاہیئے
داستاں لیلےٰ کی مجنوں کو سُنانا چاہیئے

دل آرا۔ میں بھی عشق و محبت میں گرفتار ہوں۔

نواب۔ کیا تجھے بھی کسی کا عشق ہے

دل آرا۔ جی ہاں ایک بیرحم کا میرے دل میں بھی عشق ہے۔

نواب۔ میری حالت دیکھ کر تو رسم اُلفت توڑ دے

دل آرا۔ جو کرے مجھ کو نصیحت پہلے اُلفت چھوڑ دے۔

نواب۔ میں تو ہوں مجبور حالت کے بدلنے کے لیے۔

دل آرا۔ میں بھی ہوں معذور اوس غم سے نکلنے کے لئے

نواب۔ تجھ سے چاہتا کیا ہے بت کمسن کیا۔

دل آرا۔ ہو بہو ہے آپ کے سن جیسا۔

نواب۔ جب تو اے نوجوان ظفر اتنی عمر والی عورت تجھ ایسے حسین کمسن مرد کے لایق نہیں۔

دل آرا۔ اور بندہ سوائے اس کے اور کسی کا شایق نہیں۔

نواب۔ ہاں مگر حسن خوبی اور عادت ہے کیسی۔

دل آرا۔ صورت ہے نور کی سی۔ عادت ہے حور کی سی۔

نواب۔ صورت۔

دل آرا۔ حضور کی۔

نواب۔ عادت۔

دل آرا۔ غرورسی۔

نواب۔ بیمار ہے۔

دل آرا۔ نہیں لاچار ہے۔

نواب۔ کیا بیمار ہی ہے۔

دل آرا۔ عشق طاری ہے۔

نواب۔ کتنی دور سے۔

دل آرا۔ نزدیک سے۔

نواب۔ جب اتنا پاس ہے پھر کیا وسواس ہے۔

دل آرا۔ پاس ادب کا پاس ہے۔

نواب۔ کیا حسن پر کچھ ناز ہے۔

دل آرا۔ یہ بھی تقدیر کا اک راز ہے۔

نواب۔ تو میرے اوپر اوسے غیر کی الفت کیسی۔

دل آرا۔ اس پہ کیا موقوف ہے زمانہ کی حالت ایسی۔

نواب۔ خیر اے پیغامبر جلد کر شاید وہ ستمگر میرے حال پہ مہر کرے سہ

خیال آجائے قاتل کو میری تشنہ دہانی کا

ملے آب دم شمشیر سے اک قطرہ پانی کا

دل آرا۔ نہیں ارمان اس نامہربان سے نامہربانی کا۔

نواب۔ اللہ حافظ اے ہمدم ہمراز سے۔

دل آرا۔ ہو اللہ نگہبان پیارے کے پیادے۔ (نواب کا جانا)

گانا

دل آرا۔ لگا ہیں پھیر کر دلبر چلا ہے جگر پر یاں میرے خنجر چلا ہے

کسی کے کاکل پیچاں کا سودا میرے دل کو پریشاں کر چلا ہے

دلدار دل آرا دلبر ہے. تن من قربان کروں. گھڑی گھڑی تھر تھر ڈھرک دل ڈھڑکت ہے. دلدار دل آرا.

کسی کا حسن زمانہ میں سب سے بالا ہے کسی کے رخ پہ فدا چاند ہونیوالا ہے

کسی کی آنکھ نے جادو پری پہ ڈالا ہے کسی کی زلف نے سنبل سا بل نکالا ہے

کسی کے واسطے نازوں سے دل کو پالا ہے

دلدار دل آرا دلبر ہے سب تن من قربان کروں.

(جانا دل آرا کا گاتے ہوئے)

سین ختم

باب دوسرا

سین دوسرا

باغ شکیلہ

(شکیلہ اور سہیلیوں کا رنگ رلیاں منانا)

رامشگران کا ناچنا

جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم جھوم.

ناچت گت آنت باجت تال رُوم جھوم گھوم گھوم گھونگرو کرت دھوم تانت تھئی تت سُند رچال.

نین تمہارے ہیں متوارے رین سے کارے ایجادی سین کے بھالے خوب نکالے. ڈھنگ نرالے لاثانی.

تت ترنگ ننگ تانگ تک تک دھوم کٹ دھو کٹ دھوکٹ دھلانگ تنگ تھو رکٹ دھکٹ تات تک تک تک دھلانگ دھلانگ

تک گڈ کن تمئی۔ جھوم۔ جھوم۔

نثر

شکیلہ
عندلیبِ خوشنوا کیھرتی ہے اترائی ہوئی
آج میرے باغ میں تازہ بہار آئی ہوئی

سہیلی
اس خوشی کے وقت میں اک بات یاد آئی ہوئی
جس کے ظاہر کرنے میں بندی ہو شرمائی ہوئی

شکیلہ
کونسی ہے بات تیرے ذہن میں آئی ہوئی
صاف کہدے مجھ سے ناحق تو ہو گھبرائی ہوئی

گانا

سہیلیاں۔ سن پیاری موہنیاں بھری۔ دل جاناں سے لگا نا نینیاں نال ہیا
بھلا۔ ہیں یہ انکھیاں، پریم چکھیاں۔ سب سکھیاں واریاں۔
ڈھب یہ سارے رچھب نیارے۔ پیاری پیاریاں۔

عیارہ
عشق کو رسوا کرو کیوں آپ اپنے ہاتھ سے
چاہنے والے کو کیوں کھوتی ہو اپنے ہاتھ سے

شکیلہ۔ کیا میرا چاہنے والا۔
عیارہ۔ جی حضور والا۔
شکیلہ۔ وہ کون۔
عیارہ۔ نواب جمیل۔
شکیلہ۔ چل دور ہو کمبخت ذلیل۔ کیا اسی واسطے تھی اس قدر ذلیل سے
میں دے چکی ہوں جواب مجھکو اس سے شادی کرنی ہے اجتناب
عیارہ۔ اخیر سبب۔

شکیلہ
سبب یہ ہے کہنے بات کیا لگاؤ نہیں
دل جمیل سے ہرگز مجھے لگاؤ نہیں

(آنا سہیلی کا)

سہیلی۔ حضور ایک اجنبی صورت شوخ طرار مرد دروازے پر کھڑا ہے۔ اور اسی بات پر اڑا ہے۔ کہ مجھ کو یا نو سے کام پڑا ہے۔ کیا کہوں

بیوی کیسے نٹ کھٹ سے پالا پڑا ہے ؎

کرتی ہیں بند تیز بال اسکی زبان کی | پوچھیں گر زمیں کی تو کہے آسمان کی

شکیلہ۔ یہ کیا بکتی ہے بلا۔ یہ کوئی بات ہے بھلا۔ جا اوس کو میرے پاس لا (سہیلی کا جانا دل آرا کو لیکر پھر آنا شکیلہ کا منہ پر نقاب ڈالنا)

دل آرا۔ یہاں کوئی صاحب خانہ ہو تو اوس کو ہمارا اسلام پہنچے۔

شکیلہ۔ کس بیوقوف شہر سے ہوا آنا۔ جو صاحب خانہ کو ابتک نہ پہچانا۔

دل آرا۔ اجی گھر والی۔ زر والی۔ زر والی۔ ترچھی نظر والی ؎

جو مطلع صاف ہو تو ہر کوئی فی الفور پہچانے
چھپے جب چاند بادل میں تو پھر کس طور پہچانے
چھپاتا ہے کسی کی چاند سی صورت کو یہ برقعہ
کھو بیٹی کو محمل میں کوئی کس طور پہچانے

شکیلہ ؎

حسن پہ جو کہ مغرور ہیں وہ حور نہیں
بات کرنی جو ہو منظور میں کچھ دور نہیں
مجھسے نزدیک ہو تم تم سے میں کچھ دور نہیں
رُخ کو بے پردہ دکھانا میرا دستور نہیں

دل آرا۔ نٹ کھٹ ہر دم ناگن جی کھٹکے سُندر ہٹ کو چھوڑے اب من کے کھٹکے۔ بن درشن دیکھے گھر سے کب گئے ہٹ کے۔ کیوں کیوں در در بھٹکیں ہم کھاٹ ہیں اس چوکھٹ کے۔

شکیلہ۔ یہ تو کوئی بڑا ڈھیٹ مردوا نظر آتا ہے۔ ارے رے مشتاق دیدار یہ برقعہ مثل ابر آفتاب سے ہٹاتی ہوں۔ تم کو حسن دل افروز کا جلوہ

دکھاتی ہوں۔

دل آرا۔ آہا یہ صورت نورانی واقعی ہے دستِ قدرت کی اعلےٰ نشانی۔

شکیلہ۔ اے مرد دانا کہاں سے ہوا آنا۔

دل آرا۔ اے ہیں تو نہ مرد ہوں نہ زنانہ یہاں تو کچھ اور ہی ہے کارخانہ مگر اے رشک لیلےٰ کچھ آپ کو اپنے مجنون کا بھی دہیان ہے۔

شکیلہ۔ وہ کون عاشق نادان۔ کس کے بارے میں یہ بیان ہے۔

دل آرا۔ آپ کا عاشق نواب جمیل میں ہوں اوس کا وکیل۔

شکیلہ۔ وکیل یہاں کیا کریگا دلیل۔ بلکہ وکیل بھی ہوگا ذلیل۔

دل آرا۔ نہیں نہیں ایسا نہ فرماؤ۔ وفاداری کے نام کو بٹہ نہ لگاؤ۔

شکیلہ۔ میں تو دے چکی ہوں جواب کہ مجھکو ہے شادی سے اجتناب۔ جو کوئی یہاں آئیگا۔ ناکامی کے سوا کچھ نہ پائیگا۔ بلکہ بدنامی لے کر جائیگا۔ ہاں مگر تم ۔ . . . .

دل آرا۔ ہاں میں کیا۔

شکیلہ۔ ہاں اگر تم آؤگے تو مجھے ملنے پاؤگے۔

دل آرا۔ مگر میرے آنے جانے کا سبب۔

شکیلہ۔ آخیر تو ہوگا مطلب۔

دل آرا۔ فرمائیے تو سہی۔

شکیلہ۔ گھبرائیے نہیں۔

دل آرا۔ ایسے آنے جانے سے میرا فائدہ یا آپ کا۔

شکیلہ۔ دونوں میں جس کا ہو اسی کا فائدہ۔

دل آرا۔ تو اپنے فائدہ کے لئے مجھکو آنا منظور نہیں۔

شکیلہ۔ تو اوس کے فائدہ کے لئے مجھ کو بلانا منظور نہیں۔

دل آرا۔ اچھا تو لیجئے بندہ کا سلام۔

شکیلہ۔ سلام اے نیک نام۔ یاد رکھنا ہمارا کلام۔ (دل آرا گئی) ہائے میں پہلے کیا تھی۔ اور اب کیا ہوگئی۔ گل سے کانٹا ہوگئی۔ عیسے اسے بیمار ہوگئی۔ حسن کیا دیکھا کہ بس محوِ تماشہ ہوگئی۔ اب میں اس پر اپنی محبت کا اظہار کیونکر کروں۔ اس کو اس راز سے آگاہ بھلا کیوں کر کروں اسونچک ہاں میں اس کو اپنی نشانی یہ انگوٹھی بھجواتی ہوں۔ یہ یقین ہے وہ اس لگاوٹ کو سمجھ جائیگا۔ اور میرا مطلب بر آئیگا۔ عیارہ عیارہ اری او عیارہ مکار۔

عیارہ۔ حاضر ہوئی سرکار۔

شکیلہ۔ وہ شخص ابھی باہر گیا ہے۔ اس کو یہ انگوٹھی دے۔ واپس دے لے لیجا۔ اور واپس کر آ۔

عیارہ۔ کیا سبب میں دوں جو جا کر یہ نشانی بولیے۔

شکیلہ۔ شرم آتی ہے کر کیا راز نہانی کھولیے۔

عیارہ۔ شرمانے کی کیا بات ہے اور کیا دلیل کی۔

شکیلہ۔ منظور پھیرنی ہے نشانی جمیل کی۔

عیارہ۔ بی بی میں تو نہ جاؤنگی۔

شکیلہ۔ اور میں ضرور تجھی کو بھجواؤنگی۔

عیارہ۔ کیا مجھ کو ہی شرمانا پڑیگا۔

شکیلہ۔ ہاں ہاں تجھ کو ضرور جانا ہوگا۔

گانا

شکیلہ۔ جاؤ جی جاؤ نہ نخرے دکھاؤ لوجی جگو رہی جان رہی جا رہی کیسی ہوگی ننھی بھولی بھالی ایسے دے دم دام میں لانیوالے دیکھے بھالے۔ ہم نہیں ہرگز جانے والے اجی ہو بے کیوں نادان۔ برباد نہ کر ناشاد نہ کر آزاد نہ کر۔ ابزاد جو یوں اعجاز

نہیں ہے۔ بھلا دو نہ بن چھپا دو نہ بن بیداد۔ کیوں انداز میں ہے (جاتا)

عیارہ۔ ارے میرے اللہ یہ کیسا انگوٹھی چھلا۔ میں کس کا بگڑ وچھا اگر فرمانبرداری نہ کروں۔ تو پیٹ کیسے بھروں۔ اس پاپی پیٹ میں آگ لگ جائے۔ اس کی بدولت سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جاتی ہوں یہ انگوٹھی خواہ مخواہ اُس کے گلے باندھ آتی ہوں (جانا)

سین ختم

باب دوسرا

سین تیسرا

راستہ

(دل آرا گاتے ہوئے آنا)

گانا

دل آرا۔ آس تیری کرنے سے بات ہوئی بالا۔ رحم تیرا باری ہے شان تیری بھاری ہے۔ ذات تیری نیاری ہے۔ آس تیری ساری یابی ہے آسا ساری تو سے باری جانوں پیارا۔ آنکھوں کا تارا وہ ملجائے۔ لگائے گلے بھولا بھالا میرا برج لالہ۔

نثر

پیغام تو میں نے بڑی نیک نیتی سے پہنچا دیا۔ جس نے ایک نیا رنگ جما دیا۔ جو میرے حق میں بہتر نظر آیا ہے

دل میرا لوٹے جو وہ نواب کی دلبر بنے
غیر کا ارمان ہو حاصل تو پھر کیوں کر بنے
کعبہ و بتخانہ کا بننا بگڑنا دیکھئے ۔۔۔ ہو کسی کی خانہ بربادی کسی کا گھر بنے

عیارہ۔ اجی میاں نشانی والے پیغام زبانی والے روز ادھر تو آئیگا۔

گانا

عیارہ۔ چھیلا سنوریا مند رٹھم ٹھم جا۔ نہ جانا پڑیگا فقرہ گڑھکر گھر پہ
چڑھکر مت اترا۔
اجی جوان دیکھو ذرا میری مٹھی میں کیا کچھ بھولے بھالے ہو
گن ہیں نرالے ہو سوچو ذرا۔ چھیلا سُندر

دل آرا۔ کیا میری طرف کچھ اشارا ہے۔

عیارہ۔ جی ہاں آپ ہی سے مطلب ہمارا ہے۔

دل آرا۔ چھوکری تو بڑی تیز نظر آتی ہے۔

عیارہ۔ مگر آپ سے کم۔ ایسی چالاکی سیکھنے کو زمانہ چاہئے۔

دل آرا۔ ہم نے کیا چالاکی کی۔ ہم کو بتانا چاہئے۔

عیارہ۔ ہاں جی ڈھینگا ڈھینگی۔ کہیں چلکر فقرہ بناکر فتنہ جگاکر جال ڈال
چلے مطلب نکال چلے۔ یہ چالاکیاں نہیں تو اور کیا۔

دل آرا۔ مگر ہماری چالاکی نے کیا کام کیا۔ کیا نام کیا۔ ناکام کیا۔

عیارہ۔ یہ نہیں کہتے کہ آہوِ وحشی کو رام کیا۔ مُرغِ زرین کو تہِ دام کیا۔ جوکسی
کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ اوس سے کلام کیا۔ آہا یہ چالاکیاں نہیں
تو کیا بے باکیاں نہیں تو کیا مہربانی فرماکر یہ انگوٹھی لے لیجیے۔

دل آرا۔ پہلے کیا مصلحت جانی جو لے لی نشانی۔ اب واپس کرنا ہے کچھ آسانی

عیارہ۔ تم نے زبردستی اوس کے آگے پھینک دی

دل آرا۔ وہ کیا مفت کا مال تھا جو مجھ کو وبال تھا۔

عیارہ۔ لیس مہربانی کرکے یہ انگوٹھی لے لیجئے۔

دل آرا۔ قدردانی فرماکر وہیں دے دیجئے۔

عیارہ۔ لیتے ہو تو لو۔ نہیں تو میری حالت بگڑتی ہے۔

دل آرا۔ چل چل کس کے گلے پڑتی ہے۔
عیارہ۔ توبہ کیا یہ مردوا ہے۔ بک بک سے میرا ناک میں دم کر دیا۔
دل آرا۔ واہ رے دم بک بک تو کرتی ہے یا ہم۔

گانا

دل آرا۔ جا جا جا جا جانا سن رہی دیوانی ایسے نخرے نہ کرسن کر جا
واہ واہ واہ۔ جا جانا دانی کیسی ٹھانی بار بار سہیلی ہم سے دم
سے کرت زار۔
عیارہ۔ اجی سنوریا لے لو منہ۔ ریا نخرے اب دیکھاؤ۔
دل آرا۔ ناچیز کنیز تو ہم سے زبان ملاتی ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی ہے
عیارہ۔ جی ہاں ہم ناچیز کنیز اور آپ مصر کے عزیز بلکہ سلطان باتمیز۔
دل آرا۔ کیا ہم کسی کے "تابع فرمان ہیں۔ بیشک ہم اپنے گھر کے سلطان ہیں۔
عیارہ۔ جی ہاں آپ سلطان ابن سلطان بنت سلطان سلطان السلطان ہیں

گانا

بڑے جگ سرور سلطان میرے سر پہ نتے سر پر نئے سر
پڑے بڑھکر گمتر مت کر کھٹ کانٹ کھٹ ہردم کرے لٹکا۔ ہردم
ملال ڈالوں دل سے نکال میرے جی کا جنجال نہ ہو۔ پیغامی
بڑے ٹھر کا۔ اگر ہے لبشر نامی۔ یہ نادانی کیسی ٹھانی یہ نشانی
جھگڑا نہ کرنا یہ ہے نٹ کھٹ جا یز ہے۔
(انگوٹی دیکھ عیارہ کا جانا)

دل آرا۔ یا اللہ کیا اسرار ہے۔ جدھر جاتی ہوں ایک نیا شعبدہ پاتی ہوں۔ کیا
شکیلہ کو کوئی انگوٹھی نشانی دی تھی۔ ہرگز نہیں۔ کیا یہ ظاہری لباس میری
رسوائی کا باعث ہوگا۔ خدا جانے ابھی آگے کیا کیا غضب ہوگا۔
ان اداؤ ناز پر میرے وہ شیدا ہو گئی اسکے دل میں آرزوئے وصل پیدا ہو گئی

حسن کیا دیکھا کہ وہ محو تماشا ہو گئی کھا گئے دھوکا اک جھلکار پہ شیدا ہو گئی

(جانا دل آرا کا اور آنا عبدالکریم کا)

عبدالکریم۔ بہت بری دنیا کی ایسی تیسی۔ جس عورت کو سنیکو کار جانا۔ اوسی نے دھوکا میں ڈالا۔ پارسائی جامہ دیکھئے بی وفادار کی وفاداری کھل گئی۔

عیاری مکاری کھلگئی ؎

جھگڑا تو آج ہم نے بھی بس پاک کر دیا

دم بھر میں ناک کاٹ کے غمناک کر دیا

اب اس پر شیطان کا حوالہ۔ ہم نے ایک نیا معشوق ڈھونڈ نکالا۔ نواب جمیل جس شکیلہ پر عاشق ہیں۔ اوس کی ایک بہن حسینہ ہے۔ جس سے ہر روز ہمارا اسلام و پیام ہے۔ وہ مجھ کو عبدالکریم نہیں جانتی۔ بلکہ رفیق الدولہ گردانتی ہے۔ میں بھی جب اوس کے پاس جاتا ہوں۔ تو بالکل رفیق الدولہ ہی بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دھوکا کھاتی ہے۔ باتوں میں آجاتی ہے۔ آج پھر اس سے باغ میں ملنے کی باری ہے۔ اگر اس سے شادی ہو گئی تو پھر کیا بات ہے۔ پھر تو عبدالکریم کا رعب بڑھ جائیگا۔ چلیں گے پھر کیسے یوں سینہ نکال کے۔

گانا

عبدالکریم۔ جس سے شادی کی گھاتوں کی باتیں کر دوں۔ اُسے باتوں ہی باتوں میں مات کر دوں۔ دولہا بنوں قدم یوں دھروں۔ نوشاہ بنوں اکڑ کے یوں چلوں۔ چاند کے نور سے شان ہو بنی۔ جان سے مال کا مال دہنی۔ پیاری سے پیارا ملے چاند سے تارا ملے۔ دلبر ہمارا ملے۔ ہم سے وہ پیارا ملے۔ جس سے

سین ختم

باب دوسرا سین چوتھا

باغیچہ

گانا

عیارہ۔ چمکت تن چنک مٹک لٹک سے چلت جانی چلت پھرت جانی۔ سُندر سُندر سگھر نار کرت سولہ سنگار۔ آم پھبن چھبن پر تن جیرا ہرت جانی چالت پھرت جانی۔

شباب آتے ہی ہنگام عیش جوش آیا ۔ نثار ہونے کو عارض پہ میرے نور آیا
خیال دل میں جگاؤ لگا بھیقصور آیا ۔ ہزار ناز سے کہتا ہوا غرور آیا
اے مست ناز یہ خادم تیرے حضور آیا
مچل مچل چلت ڈگر کے دل جانی۔ چلت پھرت۔

نثر

واہ ری عیارہ۔ خوب شکار مارا۔ جیسی قسمت میں نے پائی ہے وہ کس کے ہاتھ آئی ہے۔ نیکبلہ کی نوکری کو تھوڑے ہی روز ہوئے کہ روز بروز اوس کا ایسا مجھ پر اعتبار ہوا کہ کپڑا لتہ زیور روپیہ پیسہ سب پر میرا اختیار ہوا۔ اور اس پر قسمت کی خوبی کہ ایک امیر کبیر کو اپنے ساتھ لے ڈوبی۔ اب ادہر سے زیورات کا صندوقچہ اڑاؤں۔ اُدہر رفیق الدولہ سے نکاح پڑھاؤں۔ جب اس موئے سے شادی ہو جائے تو خوب تلنگنی کا ناچ نچاؤں۔ جب تو میرا نام عیارہ ہو۔ وہی سامنے سے آتا ہے۔ بیوقوف بچارا۔

(آنا عبدالکریم کا رفیق الدولہ بنے ہوئے)

عبدالکریم ۔ کیوں پیاری کس فکر میں کھڑی ہو۔

عیارہ ۔ پیارے فکر تو بڑی یہ ہے کہ کہیں بھید نہ کھل جائے۔

عبدالکریم ۔ اور مجھے بھی یہی کھٹکا ہے کہ کہیں بھید نہ کھل جائے۔

عیارہ ۔ بیچارہ کیسا الو ہے۔

عبدالکریم ۔ بیچاری کیسی بھولی بھالی ہے۔ (الگ)

عیارہ ۔ ہے تمہارا ہی تصور جان اٹھتے بیٹھتے
دھیان رہتا ہے تیرا ہر آن اٹھتے بیٹھتے

عبدالکریم ۔ میں بھی تجھ پر ہوں فدا دلدار اٹھتے بیٹھتے
مثل موسے طالب دیدار اٹھتے بیٹھتے

عیارہ ۔ بس جبھی تو کھائیگا پیزار اٹھتے بیٹھتے

عبدالکریم ۔ غضب ہیں میری جان اشارے تمہارے۔ (الگ) بھلا دونگا ایک دم میں نخرے تمہارے۔

عیارہ ۔ ایسا کیا دنیا میں کوئی اور دلبر ہوئیگا (الگ) ٹھیر جا دو دن میں سر پہ ہاتھ رکھکر روئیگا۔

عبدالکریم ۔ کیا خوشی ہوگی میری جان تجھکو جب پا جاؤنگا (الگ) دو ہی دن میں بیچکر زیور یہ سب کھا جاؤنگا۔

عیارہ ۔ تجھ کو اپنے گھر کا میں سرتاج کردونگی سنو (الگ) کوڑی کوڑی کے لئے محتاج کردونگی سنو۔

عبدالکریم ۔ خیر پیاری وہ دن تو دکھائے کہ ہماری تمہاری شادی ہوجائے

عیارہ ۔ ہاں پیارے اس کی تم کوئی تدبیر نکالو۔ اس بلا کو سر سے ٹالو۔

عبدالکریم ۔ سن پیاری آج رات کو تو بے لاگ بے ساتھ بھاگ ۔ کل صبح دوسرے شہر میں جائینگے۔ شادی رچائینگے۔ خوشیاں منائینگے۔

عیارہ ۔ ہاں پیارے یہ تدبیر خوب نکالی۔ آج رات کو محلسرا سے کے

"پچھلے پھاٹک کی دیوار کے نیچے چھپے رہنا اور موقعہ پاکر سیٹی بجانا۔ میں
سیٹی کی آواز کو سن کر فوراً نیچے اُتر آؤنگی۔

گانا دونوں کا ملکر

عبدالکریم۔ تیری میری جوڑی بنی مزیدار۔
عیارہ۔ پیا پیارے پہ جاؤں نثار سُندر جیا پیارے آجا میں وارہی
عبدالکریم۔ میری جان ذرا نینوں سے نینیاں ملاؤ۔
عیارہ۔ یار میں ہر جان لے مکان لئے سامان چل دوکان میں قربان میں قربان
ہر آن۔ تیری میری۔
زبانی۔ دیکھا اس بیوقوف کا قرینہ۔ مجھکو جانتا ہے رشکیلہ کی بہن حسینہ
کہاں شکیلہ کی بہن عزیز۔ کہاں میں بدتمیز۔ خیر جی اس میں میرا کیا جاتا
ہے۔ میرے دام میں تو ایک زردار آتا ہے۔

گانا

عیارہ۔ ساری گتیاں نرالی موری تیہاں نہ جانے دنیا۔ جیا پہ بات سدا
گھات کی بیہ ہے ٹھانی۔ نہیں نادان کو پہچان میری شان کماری۔ ہاں

دوہا

فریب سیکھ لے مجھ سے کوئی زمانے میں
بلا ہوں میں بھی لگاوٹ سے دل بگانے میں
پھنسا رقیق کا دل میرے اک اشارہ سے
نکالا کام فقط شوخیاں دکھانے میں

کیسا نادان ملا۔ میرا ارمان ملا۔ ہوکر دل جان ملا۔ اچھا سامان ملا۔
زیور مکان ملا۔ پورا نادان ملا۔ ساجنوا۔ ساری
(گاتے گاتے اندر جانا)

سین ختم

باب دوسرا   سین پانچواں

محلہ

(چوروں کا آنا)

پہلا چور۔ اسی جگہ ہمارا نقب کا نشان ہے۔ اسی جگہ نقب لگاؤ۔
دوسرا۔ ،، نقب کی کیا ضرورت ہے۔ کمند ڈالو۔ اور مال نکالو۔
تیسرا۔ ،، شہریار اس کام میں ہوشیار ہے۔ یہ رسی کے سہارے جلد اندر چڑھ جائیگا۔ (آنا) کوٹھے اوپر چڑھ زنند یا دھیرے بولو۔
پہلا۔ ٹھیر جاؤ کوئی آتا ہے۔ چھپ کر دیکھو کیا رنگ لاتا ہے۔

(سب کا چھپ جانا عبد الکریم کا آنا)

عبد الکریم۔ جب ہم نے چوری کی بھگل نکالی۔ تو قسمت سے رات بھی آئی کالی۔ یہ سونے کی چڑیا۔ میرے دام میں آنے والی۔ جب اس سے شادی ہوگئی ہماری پھر کیا بات ہے۔ میاں عبد الکریم تمہاری پھر تو مزہ ہی مزہ ہے۔ مزہ ہی مزہ ہے۔

سب چور۔ (پکڑ کر) ہاں مزہ ہی مزہ ہے۔ مزہ ہی مزہ ہے۔
عبد الکریم۔ قضا ہی قضا ہے۔ قضا ہی قضا ہی قضا ہے۔ قضا ہی قضا ہے باپ رے یہ تو سب چور ہیں چور۔
چور۔ جی ہاں ہم چور ہیں۔ اور آپ سینہ زور ہیں۔
عبد الکریم۔ خبردار چلے جاؤ۔ نہیں تو میں تمہاری چٹنی بنا دونگا۔
چور۔ کیا بکتا ہے۔ گندے۔ جو کچھ تیرے پاس ہے۔ رکھ دے۔
عبد الکریم۔ تم نہیں جانتے کہ میں رستم و سہراب کی اولاد ہوں۔

چور۔ ارے پر تو ہے کون ۔

عبدالکریم۔ من رفیق الدولہ ہستم۔

چور۔ آہا۔ آپ رفیق الدولہ۔ جب تو کام ہوا۔ دلے جو کچھ پاس ہے۔ رکھدو مولا۔ اور چلے جاؤ۔ نہیں تو مفت میں جان گنواؤ گے۔ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔

عبدالکریم۔ میں صبح تم سب کو پھانسی پر چڑھا دونگا۔

چور۔ ارے ہاں ہاں جب تک میں تم کو ملک عدم کو پہنچاؤں۔

گانا

عبدالکریم۔ ارے ہاں ہاں دیوانہ بناؤنگا۔ ہٹ ہٹ مردک دھپا لگاؤں۔ چلا جا بچہ۔ نہیں مار ڈالوں چچا۔ گلا دبوں گا تیرا ابھی ڈالوں چچا۔ ارے ہاں ہاں مداری نچاؤنگا۔

ناچ بیٹا۔ ناچ بیٹا۔ ناچ بیٹا۔ ناچ بیٹا۔ ناچ بیٹا۔ ناچ بیٹا۔ ناچ تجھے بندر بناؤنگا۔ ہٹ ہٹ مردک میں دھپا لگاؤنگا۔ ایسی باتیں تو ہم سے بنائیگا۔ ایسی کھائیں تو ہم کو دکھائیگا۔ ذرا دم سے قدم جو ہٹائے گا۔ جھٹ پٹ راضی تو ہم سے ہو جائیگا۔ ارے ہاں۔

چور۔ بس آپ یک چلے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ خیریت سے دہر دو

عبدالکریم۔ صاحب چور یہ ہے جائے غور۔ اگر ذرا بھی بولا۔ تو گلا دبا کر مار دیگا

کوتوال۔ (اندر سے) جاگو بھاگو سونیوالے خبردار۔ اور بدمعاش۔

(عبدالکریم کا چور کو گرانا۔ کوتوال کا عبدالکریم کو پکڑنا)

عبدالکریم۔ ہیں کون بدمعاش۔ میں تو خود لٹ گیا اور مجھی کو بدمعاش بناتا ہے

کوتوال۔ خاموش رہ ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ تو اس مسافر غریب کو لوٹ رہا تھا۔

سے حضور میں لٹ گیا۔

عبدالکریم۔ ارے کون مسافر غریب مارے

چور۔ دیکھو صاحب یہ بدمعاش الٹا مجھ کو چور بناتا ہے۔

کوتوال۔ اوس کو بکنے دو۔ ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اور اوس کا سر توڑتے ہیں

عبدالکریم۔ ارے کس کو چھوڑتے ہو ہمیں سے لٹنے اس کو بڑی مصیبت سے گرفتار کیا ہے۔

چور۔ دیکھئے دیکھئے حضور۔

کوتوال۔ نہیں نہیں یہ ہے بتقصور۔ چھوڑ دو اوس کو۔

عبدالکریم۔ کس کے حکم سے چھوڑتے ہو۔

کوتوال۔ کس کے حکم سے اپنے حکم سے۔

عبدالکریم۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ اس کو مت چھوڑو۔

کوتوال۔ ابے تو کہاں سے حکومت لایا ہے۔

عبدالکریم۔ ارے بیوقوف چھوٹ جائیگا۔ پھر کہاں ہاتھ آئیگا میں نے بڑی مصیبت سے پکڑا ہے۔ پھر اس کو کہاں ڈھونڈنے جائیگا۔

کوتوال۔ کیوں اس کو ڈھونڈینگے۔ اس نے ہمارا کیا لیا ہے چھوڑ دو اس کو۔

چور۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔

عبدالکریم۔ ابے کمبخت میرا صافہ بھی لے چلا۔ بیجا بیجا بچہ۔ تیرے باوا کا مال ہے۔ یہ اچھا اب تباؤ ہمارے واسطے کیا حکم ہے۔

کوتوال۔ ہاں تم بھی حکم سنو۔ لے چلو اس چور کو۔

عبدالکریم۔ کہاں لے چلو۔

کوتوال۔ حوالات میں۔

عبدالکریم۔ کیا تمہارے باوا کی چوری کی ہے۔ جو حوالات میں لیجائینگے

کوتوال۔ وہاں چلوگے تو آپ ہی چوری اور سینہ زوری کا حال کھل جائیگا

عبدالکریم۔ ہم نہیں جائینگے۔
کوتوال۔ کیا دیکھتا ہے۔ پیچل حوالات ہیں۔
عبدالکریم۔ خبردار۔ اگر ٹیکا ہاتھ تو کھائیگا لات۔
سپاہی۔ کیوں بچہ ابھی تمہاری اکڑ نہ گئی۔
عبدالکریم۔ تو کیا ہیں کچھ ایسا ویسا ہوں۔
(سپاہیوں کا عبدالکریم کو زبردستی لیجانا)
چور۔ (آہستہ آہستہ آتا ہے) میں تو سمجھا کہ حالت غیر ہوگئی۔ مگر بڑی خیر ہوگئی۔ اب اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈنے جاؤں۔
عیارہ۔ (اوپر سے) پیارے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود آگئی
چور۔ یا الٰہی یہ کیا راز ہے۔ کس کی آواز ہے۔ شاید محلّے والے جاگ اُٹھے۔
عیارہ۔ نہیں پیارے سب سو گئے۔ بالکل بے خبر ہوگئے۔ صرف میری آنکھ محو دیدار ہے۔ اب کیا سوچ بچار ہے۔ میں نیچے آتی ہوں۔
چور۔ یا اللہ یہ نیچے آنے والا انسان ہے یا شیطان۔ لالچ کی زنجیر نے پاؤں پکڑا ہے۔ طمع نے ہاتھ جکڑا ہے۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن مگر ایسی پیاری آواز کبھی دھوکا دینے والی نہ ہوگی۔ (عیارہ کا نیچے آنا)
عیارہ۔ چلو پیارے چلو دیر نہ کرو۔
چور۔ ہاں ہاں چلو آؤ۔ (دونوں کا جانا)
(عبدالکریم کا آنا)
عبدالکریم۔ واہ رے میں۔ خوب سوچی کہ کوتوالی کو انٹی پر چڑھایا اور وہ فقرہ اڑایا۔ کہ میں اپنی معشوقہ کو ملنے آیا۔ اور اپنا نام رفیق الدولہ بتایا۔ راستے میں مجھے چوروں نے آدبایا۔ بس اتنی بات سنکر وہ دیوانہ باتوں میں آگیا۔ کیا کہا کیا چلو میاں عبدالکریم اب زیادہ شیخی نہ بگھارو سیٹی بجاؤ۔ اپنی معشوقہ کو بلاؤ۔ (سیڑھی پر چڑھکر آواز دینا) حسینہ

پیاری گل اندام ۔ ۔ ۔ ہاں کپڑے پہنتی ہوگی۔ آجائیگی۔

حسینہ نیک نام ۔ ۔ ۔ نہاتی ہوگی ۔ آجائیگی ۔

حسینہ گمنام ۔ ۔ ۔ اری حسینہ مجھے تو آگیا پسینہ کیا تجھے سانپ سونگھ گیا

سہیلیاں ۔ (اندر سے) ارے کون ہے چور ۔ چور ۔ چور ۔

عبدالکریم ۔ بھاگ بیٹا بھاگ بیٹا عبدالکریم ۔ آگے مشکل سے چھوٹا ۔ جلدی کہیں چھپ ۔ ورنہ وہ جوتے پڑینگے کہ کھوپری بھیک مانگنے لگے گی ۔ (چھپ جانا)

(کنیزوں کا معہ شکیلہ کے آنا)

گانا

سب ۔ ایسی کیسی دھوکا دھڑی سر پر آفت ہے پڑی ۔
کیسی پڑی ۔ کس پہ پڑی ۔ بولو ذری ۔ نہ تھی بخبری ۔ گھر نچ کر
زر سر پہ غم وائے وائے اپنے بے لاگ گئی ۔
ہائے ہائے کیا بھاگ گئی ۔
وہ چنچل گھر سے نکل ہائے ہائے کیسی پڑی دل کی کڑی دیکھو
ذری دکھ میں پڑی ۔ وہم سے کہاں کود پڑی ۔ ایسی کیسی ۔

زبانی

شکیلہ ۔ تم میں سے کوئی بھی خبردار ہے ۔ کہ اوس کو بھگا لے جانیوالا کون مردوا ہے

سہیلی ۔ نواب رفیق الدولہ اس سے رکھتا تھا ٹال مٹول ۔ اسی نے موقعہ پاکر گھر سے نکالا

شکیلہ ۔ خیر کوئی بھی ہو ۔ وہ یہ کام کر کے میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا میں اوس کو کبھی نہ چھوڑونگی ۔

عبدالکریم ۔ اری تم اس کو چھوڑوگی یا نہ چھوڑوگی ۔ مگر میں اس کو کب چھوڑنے لگا نہیں ایک گز میں جاؤنگا ۔ تمہاری پیاری کے بھگا لیجانیوالے کو کبھی نہ چھوڑونگا ۔ یا خدا تعالٰے اس نیکی پکائی ہانڈی کو کون کھانیوالا ۔ (جانا)

سین ختم

باب دوسرا سین چھٹا

بازار اتاتار

(شمس کا گاتے ہوئے آنا)

گانا

شمس۔ کہاں ہیں جاؤں دل مجھ کو قرار نہیں — مجھے قرار نہیں ہے تاب انتظار نہیں ہے
ترے فراق کے صدمے اٹھائے پھرتی ہیں — وفا شعار یہ صورت بنائے پھرتی ہیں
ہوئے ہیں خاک جو تیری تلاش میں ہمدم — ہمیں نسیم کے جھونکے اڑائے پھرتی ہیں
خلش درد جدائی نے عجب شکل بنائی — جو نہ صورت نظر آئی تو فدا ہو یہ فدائی
اک دوست کی چاہت ہے گلوگیر گلے میں — یہ رشتہ الفت ہے کہ زنجیر گلے میں

نثر

خدا جانے کہاں وہ یار جانی ہے۔ جس کی تلاش میں یہ حیرانی اور سرگردانی ہے۔ کیا جعفر کی خبر لگانی ہے۔ ورنہ یہ زندگانی فانی ہے۔

(جعفر کا آنا) آہا ہ

جذب دل نے یہ تاثیر دکھائی مجھ کو
پھر میرے یار کی صورت نظر آئی مجھ کو (روپوشیدہ ہونا)

گانا

شمس۔ ارے ہاں عالم میں گھومے سب دشواریاں، ہم نے گزاریاں درد کی دارو کرتے نحیف کی خوبیاں جل جل ڈوبیاں وطن سے چھوٹے گھر سے۔

ہ
یا اللہ ہم بھی عجب شان لئے پھرتے ہیں
حسرت و یاس کو مہمان لئے پھرتے ہیں

نہ کہیں ٹھیرنے کا مقام نہ کھانے پینے کا انتظام یا اللہ مجھ ناکام کی قسمت میں کیا ہوگا آرام۔

جعفر۔ (اندر سے) ع

بشر مایوس کیوں ہوتا ہے فضلِ الٰہی سے
سفینہ نوح کا جس نے نکالا تھا تباہی سے
نکالا حضرت یونس کو جس نے بطن ماہی سے
بگڑتے کام بنجاتے ہیں سب فضلِ الٰہی سے

شمس۔ اے غیبی فرشتے تو کون ہے۔ جو میرے حال پر رحم کھاتا ہے۔ میرے سامنے کیوں نہیں آتا ہے۔ (سامنے آکر) تسلیم اے یار وفادار۔

جعفر۔ کہو خیریت ہے۔ بھائی یہاں آنے کی تکلیف کیونکر گوارا فرمائی۔

شمس۔ جب آپ نے سفر کا ارادہ دل میں ٹھانا۔ تو میں نے روکنا مناسب نہ جانا۔ اخیر جناب دل نے نہ مانا۔ تو میں بھی غائبانہ اس طرف کو ہوا روانہ

جعفر۔ آہا شکریہ کس طور ہوئے آپ کے احسان کا۔

شمس۔ (کچھ نہیں) احسان صاحب تابع فرمان کا۔

جعفر۔ آپ شہر میں جاکر روزگار کی تلاش کریں۔ فکر معاش کریں۔

شمس۔ سب سے پہلے کوئی مکان ڈھونڈ نکالیں۔ پھر تمام شہر دیکھیں بھالیں۔ مگر سب سے پہلے آپ شہر میں جایئے۔ شہر کی ہوا کھلایئے

جعفر۔ مگر تنہا شہر میں کیا لطف ہوگا۔

شمس۔ کیا کہوں دوست میں اس امر میں ذرا لاچار ہوں۔

جعفر۔ کیسی لاچاری۔

شمس۔ ایک بار زمانہ جنگ میں میری تلوار نے یہاں کے ہزاروں جاندار و نکی زندگی پر پانی پھیرا۔ یہاں کا بچہ بچہ ہے۔ دشمن میرا۔ لیجیے یہ اشرفیوں کی تھیلی۔ اگر کچھ ضرورت ہو تو اپنا مال سمجھ کر خرچ کیجیو۔ اور دو گھنٹہ کے

بعد آپ بے گا۔ تو مجھ کو سر راہیں پائیگا۔ (جانا)

سین ختم

باب دوسرا سین ساتواں

مکان شکیلہ

(گانا شکیلہ کا فراق ظفر ہیں)

گانا

شکیلہ۔ جو پیا آئے نا موسے سہا دکھ جائے نا — جیا جائے جر لئے ستائے نا جو پیا آئے نا
مجھ کو معلوم نہ تھا پہلے لگانا دلکا — میرے پہلو میں ہمیشہ تھا ٹھکانا دلکا
یاد آتا ہے خوشی کا وہ زمانہ دلکا — اب تو مشکل ہے میری قابو میں آنا دلکا
جان لئے جاتا ہے کمبخت یہ آنا دل کا
سکھ پائے نا غم جائے نا۔ جو پیا۔

(دل آرا کا داخل ہونا)

شکیلہ۔ ہیں یہ کون؟
سہیلی۔ یہ تو وہی فرعون۔
دل را۔ کیوں صاحب کس فکر میں کھڑی ہو۔
شکیلہ۔ کیا کہوں آتا مجھے ہو رحم کسی خوش جمال پر
اس کو نہیں نظر ہے مگر میرے حال پر
دل آرا۔ آتا عجب ہے مجھ کو زمانہ کی چال پر
دشمن بھی رحم کھاتے ہیں دشمن کے حال پر
شکیلہ۔ تم میرے دشمن ہو۔ میں دشمن نہیں۔ اور اگر میں تمہاری جگہ ہوں تو

مجھ کو ضرور رحم آتا۔

دل آرا۔ اور اگر میں تمہاری جگہ ہوتا۔ تو بڑا خوش نصیب کہلاتا اے ملکہ یہ خیال دل سے دور کرو۔

شکیلہ۔ ایسا نہ کرو۔

دل آرا۔ روا نہ کرو۔

شکیلہ۔ بیجا نہیں۔

دل آرا۔ اچھا نہیں۔

شکیلہ۔ یہاں کیا نہیں۔

دل آرا۔ جلوہ نہیں۔

شکیلہ۔ کس شے کا جلوہ چاہیئے۔

دل آرا۔ ایک روئے زیبا چاہیئے۔

شکیلہ۔ کیا ہیں زلیخا وش نہیں۔

دل آرا۔ مگر ہیں تو آپ پرعش نہیں۔

شکیلہ۔ بیوفائی کس سے سیکھی۔

دل آرا۔ آپ سے

شکیلہ۔ مجھ میں کیا شان دلربائی نہ پائی اب تلک

دل آرا۔ دلربا ہو پر نہ آئی دلربائی اب تلک۔

شکیلہ۔ دلربائی میں کروں مجھ کو اجازت دیجئیے۔

دل آرا۔ بس میں جانا چاہتا ہوں۔ مجھ کو رخصت کیجئے۔ (جانا دل آرا کا)

گانا

شکیلہ۔ نیناں لگائے کوئی ہنسا لبھا گیوں۔ کیسی کروں رام کیسی رام نیناں سیاں خوش گھڑی جو سیاہ گھڑی کہلائے ایسے کنول کے پھول پر بھورا کیوں نہ بورا ہے۔ اس کہا نہ جا ئم

کچھ کام رنیاں۔

سین ختم

باب دوسرا سین آٹھواں

(کوتوال اور سپاہی)

کوتوال۔ کیا تو سچ کہتا ہے وہ شمس تھا۔
سپاہی۔ ہاں جناب میں سچ کہتا ہوں کہ وہ شمس تھا۔
کوتوال۔ تیری نگاہ نے خطا تو نہیں کی۔
سپاہی۔ کیا وہ آسمان کا شمس تھا۔ جس کو دیکھکر میری نظر چکا چوند نیں آتی۔ کہ میری نگاہ خطا کھاتی۔
کوتوال۔ تعجب یہ ہے کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر دشمنوں میں آئے۔
سپاہی۔ اب اس کا نصیب سوتا ہے۔ اور ہمارا جاگتا ہے۔ جب گیدڑ کی قضا آتی ہے۔ تو شہر کی جانب بھاگتا ہے۔
کوتوال۔ اخیر کہاں دیکھا۔
سپاہی۔ سرائے میں۔
کوتوال۔ کس لباس میں۔
سپاہی۔ شریفوں کی پوشاک میں۔ خاص وہی۔
کوتوال۔ خیر تو موقعہ پر چل۔ میں بھی سپاہی ساتھ لے کر آتا ہوں اور اوس کو گرفتار کراتا ہوں۔

(جانا)

سین ختم

باب دوسرا سین دسواں

مکان شکیلہ

غفورالدولہ۔ عشق بڑی بلا ہوتا ہے۔ پہلے ہی کیسا موٹا تازہ چکنا چوڑا تھا مگر اب شہزادی شکیلہ کے عشق میں دبلا ہوا ہوں۔ سوکھ کر لکڑا ہوا جاتا ہوں کہ شکیلہ ایک حسین چھوکرے پر لوٹ ہے۔ بس تو آج اس سے میری بھی چوٹ ہے۔ دل میں بھری کھوٹ ہے۔ ہاں لو وہ بھی سامنے سے آتا ہے۔ (دل آرا کا آنا) بے اجازت یہاں آنے کی ضرورت کیا ہے۔

دل آرا۔ خود تو کیا اور تیری اجازت کیا ہے۔

غفور۔ بے اجازت تو صاحب خانہ سے بھی مل آیا۔

دل آرا۔ مجھے ملنے کو خود حضور کا ہے دل آیا۔

غفور۔ سمجھ میں کچھ نہیں آتی زباں دراز کی بات۔

دل آرا۔ وہ بیوقوف ہے جو پوچھے راز کی بات۔

غفور۔ دیکھوں تو بھلا کیا ہے تیرا حوصلہ۔

دل آرا۔ مسخرے کیا ہے۔ تو رک مجھ کو دیکھ میں چلا۔

غفور۔ اگر مرد ہے تو پہلے فیصلہ کر۔

(غفور کا تلوار نکالنا شمس کا آنا)

شمس۔ صبر صبر اے جوان پہلے یہ تو کر بیان کہ اس شخص نے تیرا کیا بگاڑا۔ اور کیا کیا نقصان جو لڑائی کا ہے سامان۔

غفور۔ یہ میرا گنہگار ہے۔

شمس۔ کس جرم کا سزاوار ہے۔

غفور۔ تجھے اس سے کیا سروکار ہے۔

شمس۔ یہ میرا دوست ہے، اس کا گناہ اصل میرا گناہ ہے۔

غفور۔ تو تو بھی ٹھہرا مجرم دوستی کی شان ہے

شمس۔ دوست کو بدلے میں حاضر ہوں جی جان سے

(دونوں کا تلوار نکالنا سپاہیکا آکر شمس کو گرفتار کرنا)

کوتوال۔ پکڑ و اس گنہگار کو۔

شمس۔ کسکے حکم سے میں گرفتار کیا جاتا ہوں

کوتوال۔ نواب کے حکم سے میں تجھکو مجرم ٹھہرا ہے

شمس۔ یہ تمہاری بھول ہے۔

کوتوال۔ بس حجت فضول ہے۔

شمس۔ میں تجھے کچھ نہیں جانتا۔

کوتوال۔ میں تجھے برابر ہوں پہچانتا۔

شمس۔ تم مجھے پہچانتے ہو مگر میں تجھے نہیں پہچانتا

کوتوال۔ تمہارے پہچاننیکی کیا ضرورت ہے

شمس۔ سچ کہو میرا کیا قصور ہے۔

کوتوال۔ قصور کا ظہور سرکار کے حضور ہے

کچھ سابقہ فتور ہے

شمس۔ یہ امر خلاف دستور ہے۔

کوتوال۔ خیر اب تو جانا پڑیگا منظور۔

شمس۔ کسکو دھمکاتے ہو میں ہرگز بھی جانیکا نہیں

کوتوال۔ اے بہادر اب کوئی موقعہ بہانیکا نہیں

شمس۔ کیا میں گنہگار۔

کوتوال۔ بے شک۔

شمس۔ جھوٹ۔

کوتوال۔ سچ۔

شمس۔ دھوکا۔

کوتوال۔ ہرگز نہیں۔

شمس۔ میرا نام

کوتوال۔ شمس۔

شمس۔ کھل گیا راز اور تھی ہی خطا ہم بھی دوستی میں کسی بیکس کا سہی یہ غم بھی

چلو اے بہادر و میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں

اے بھائی گو یہ تکلیف مجھ پر تمہارے سبب سے آئی لیکن اسکا غم کچھ نہ کرو اور اشرفیونکی تھیلی مجھکو واپس دو۔

دل آرا۔ زر زر تھیلی مہربان۔

شمس۔ کیوں کہیں کھو گئی۔

دل آرا۔ آپنے دی ہی کب تھی جو کھو گئی۔

شمس۔ کیا یہ تم کہنا چاہتے ہو کہ میں تم کو جانتا ہی نہیں۔

دل آرا معاف کرنا صاحب میں تم کو پہچانتا ہی نہیں

شمس۔ او بیمروت۔ احسان فراموش۔

دل آرا۔ تمکو خود فرط محبت سے ذرا ہوش نہیں

غور سے دیکھو میں احسان فراموش نہیں

شمس۔ میرے احسانوں کا بدلہ یاد اکرتے ہو

دل آرا۔ مجھ پر الزام لگاتی ہو برا کرتے ہو۔
شمس۔ اس بلا میں مبتلا ہوا تیرے لئے۔
دل آرا۔ مجھکو کیا معلوم آئیگی بلا تیرے لئے
شمس۔ او طوطے چشم چھوکرے تو نے دنیا
کو نصیحت دی کہ کوئی کسی کے ساتھ
بھلائی نہ کرے ؎

جہاں میں ہرگز وفا نہیں ہے
دلوں میں الفت ذرا نہیں ہے
خودی میں پھولا ہوا بشر ہے
کسی کو خوف خدا نہیں ہے

یا اللہ مدد یا سبحان مدد یا رحمان مدد (جانا)
(دل آرا کا افسوس کرتے جانا)
غفور۔ یہ تو عجب اسرار ہوا۔ جو بیچارہ وہ کا
مددگار ہوا وہ خود بلا میں گرفتار ہوا۔
(جعفر کا آنا) ارے تو ابھی پھر آگیا مگر
یہ ادھر سے گیا تھا ادھر سے کیسے آیا۔
خبردار تو اس مکان میں کبھی نہ جانا۔
جعفر۔ کیا بکتا ہے دیوانہ اس مکان میں کیا ہے
غفور۔ یہ مکان ہمارا ہے ہم یہاں کے مالک ہیں
جعفر۔ تمہارا ہو تو مگر مجھے کیوں بدگمانی ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتی حماقت کیسی ٹھانی ہے
غفور۔ میں بیوقوف ہوں یا پاگل مگر آپ ان
کا کیا جواب دیتے ہیں۔

جعفر ؎ بس اتنی سی بات پر لڑائی کا سامان تھا
شاید میری طرف سے کچھ بدگمان تھا
غفور۔ بدگمانی کا فیصلہ کرو بھائی۔
جعفر۔ پھر آپ نے مجھ پر تلوار کیوں اٹھائی۔
غفور۔ میں اپنی حماقت واپس لیتا ہوں
جعفر۔
(شکیلہ کا جعفر کو روکنا)
شکیلہ۔ ہیں خبردار۔ قول نہ دینا دھوکا کھائیگا
غفور۔ مہربان بانو؟
شکیلہ۔ بس چلے جاؤ میرا حکم مانو۔
غفور۔ کیا میں جاؤں۔
شکیلہ۔ ہاں ہاں تم
غفور۔ اور یہ جوان۔
شکیلہ۔ اسی جگہ رہیگا۔
غفور۔ زمانہ کیا کہیگا۔
شکیلہ۔ زمانے سے مجھے خوف نہیں
غفور۔ تو پھر مجھ پر بھی رحم کھاؤ۔
شکیلہ۔ بس آپ تشریف لے جاؤ۔
غفور۔ خدارا میری زندگی کا سہارا۔
شکیلہ۔ کیوں میرے حکم میں یہ قصور۔
غفور۔ چلا چلا حضور۔ اچھا بیٹا رات
میں ملنا (گیا)
جعفر ؎

گھر میں جانے سے منع کرتی تھی گھر والے
آپ ہی گھر سے نکالی گئی گھر والے
مہربان بالو میں آپکا احسانمند ہو کر
رخصت ہوتا ہوں۔
شکیلہ۔ نہیں نہیں تو نہ جا میرے ساتھ آ۔
جعفر۔ یہ تکلیف کس واسطے۔
شکیلہ۔ تم خود جانتے ہو جس واسطے
جعفر۔ (خود) کچھ شک نہیں۔ ذرا شبہ
نہیں کہ یہ شہر دیوانوں کا ہے۔ جو دیکھو
اپنی ہی دھن گاتا ہے۔ خیر چلو
تو سہی اس میں اپنا کیا جاتا ہے۔
(ظاہرا) خیر مجھے کہاں لے چلوگی۔
شکیلہ۔ قاضی صاحب کے مکان پر
جعفر۔ وہاں کیا ہوگا۔
شکیلہ۔ ہمارا تمہارا بیاہ۔
جعفر۔ کیا خوب چٹ میری منگنی اور پٹ
میرا بیاہ۔ اس شہر کی کیا رسم ہے واللہ
شکیلہ۔ بس اس کام میں جو جلدی کرتی ہوں اسکا
ایک سبب ہے کہ تم مجھے الزام نہ دینا
جعفر۔ اجی الزام کے ساتھ میں تم سے زیادہ
جلد باز ہوں جی چاہتا ہے کہ تم سے
دم بھر جدا نہ ہوں۔ زندگی میں تو کیا بلکہ
مرکر بھی جدا نہ ہوں۔

شکیلہ۔ چلیئے، پھر چلیئے دیر کیا ہے۔
جعفر۔ ہاں ہاں چلیئے۔

گانا دونوں کا

تو سے لاگی نجریا جھٹ پٹ چلو سنوریا
کیسی موری لسباری خبریا۔ کیسی باگل یہ
ساری نگریا۔ آؤ جی آؤ۔ لگن لگاؤ۔ چلو
جلدی سنوریار دلربا او چھیلے سنوریا
چل پیاری توری باری عمریا جلدی
سنوار بیاہ و سجریا (جانا)

باب دوسرا سین دسواں

مکان ڈاکو

عیارہ۔ واہ ری عیارہ خوب شکار مارا
رفیق الدولہ سادا انا اور میرے دام فریب
میں آنا۔ کچھ عجیب طلسمات ہے۔ مگر بڑی
حیرت کی بات ہے کہ دات کو میں نے رفیق الدولہ
کی آواز کو بالکل نہ پہچانا۔ شاید وہ سوتا ہے
جس لئے میرے پاس نہ آیا۔ (آنا ڈاکو کا)
چور۔ کہیئے مزاج کیسا ہے۔
عیارہ۔ ہیں تو کون۔
چور۔ واہ اتنی جلدی آپ نے بھلا دیا
عیارہ۔ رفیق الدولہ کو خبط سمایا جو ایسا
بدبخت خدمتگار میرے لیئے پسند فرمایا۔

چور۔ اس میں رفیق الدولہ کیا قصور ہے صرف
آپ کی آنکھ کا ہے فتور ہے۔
عیارہ۔ لیجئے۔
چور۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ اس غلام نے
ادس اندھیری رات میں کیا کیا
تکلیف اوٹھائی ہے۔
عیارہ۔ تو کیا میں جس کے ساتھ بھاگی
تھی وہ تو یہی ہے بے شعور۔
چور۔ جی ہاں حضور۔
عیارہ۔ ہائے میرے خدا میں مرگئی
چور۔ یا اللہ وہ پہلی محبت کہ ہرگئی۔
عیارہ۔ اب تو کیا چاہتا ہے۔
چور۔ شادی کی دوا۔
عیارہ۔ شادی کی دوا کس سے۔
چور۔ آپ سے۔
عیارہ۔ جا جا کیا جھک مارتا ہے
چور ہیں میرے بس میں تیری نازنین تتلیاں
توڑ سکتا ہے کہیں صیاد قفس کی تیلیاں
عیارہ ۔ اپنا فریب اب وہ مجھی پہ لدا آگیا
خود اپنے دام میں ہی صیاد آگیا
چور ۔ عیار کو صید کرنے کو جلاد آگیا
استاد کے لئے بھی اک استاد آگیا
گانا عیارہ۔ کانپے جیارا مورا کانپے جیارا
مورا ہے بھر بھر بھر ٹھر ٹھر۔ ہائے مولا۔
موئے ہائے مولا۔ ہائے میں کیا کروں۔
جان گئی۔ موت کے دیس جہان گئی۔ ٹوٹی
آسمان اے جیا ہائے ہائے۔
چور۔ اب کرو اقرار۔
عیارہ۔ وہی انکار۔
چور۔ بس تو اسی مکان میں اسیر رہیگی
رہائی نہ پائیگی۔ (جانا)
عیارہ۔ یا الہی یہ سب میری بے ایمانی
کی سزا ہے یا اعمالوں کی جزا ہے
چاہتی تھی اور کو میں پھنساؤنگی جال میں
کیا خبر تھی کہ خود ہی پھنسونگی جنجال میں
چاہیگا دینا نقصان جو انسان کسی کو گر
خود ہی پڑیگا ایک دن وہ بھی وبال میں
آخر اپنی آبرو کھوئیگا اور دل کے لئے
خود گریگا جو کنواں کھودیگا اور کے لئے
گانا عیارہ۔ میری ہستی مٹی ہائے کیسی
بیکسی۔ اے پروردگار میں کس دکھ
میں ہوں پھنسی۔ میری
اے مولا اے اعلے اے داد گر
تو برتر تو سرور۔ میری ہستی مٹی۔
(جانا)

سین ختم

باب دوسرا سین گیارہواں

مکان شکیلہ

گانا جعفر۔ بھرتا بھٹکا کیا سر ٹیکا نا کن لٹ مایا
اٹکا ہوں۔ دیکھا کھٹکا جھٹ پٹ
سٹکا پورا اپنی ہٹ کا ہوں۔ رلی
وہ پیاری باد بہاری بلا غضب
کے ہیں گل کھلے۔ پیارے دل والے
سارے خوش رہیں۔ جان کا شان ہے
گھر دہنی۔ ہوں دل غنی بھی من کا ہار
ٹھنی۔ بنگر میں دولہا جھٹ پٹ نٹ کھٹ

نثر۔ پہلے میرا خیال تھا کہ یہ عورت دیوانی ہے
مگر اب معلوم ہوا کہ دوسرے شخص
کے دھوکے میں نکاح خوانی ہے۔
فی الحال تو ہم اس کے خاوند اور وہ
ہماری جورو اگر کوئی حقدار آ گیا تو
کمبختی مگر مصیبت تو یہ ہے کہ وہ پچھلی
باتیں چھیڑ کر مجھ سے جواب مانگتی
ہے۔ بھلا میں وہ راز کیا جانوں
آہا وہی سامنے سے آتی ہے۔
اگر اس نے پھر وہی سوال نکالا
ہوگا ضرور گھوٹالہ۔ مگر میں بھی نہیں
چوکنے والا۔ ایسا جواب دوں۔

کہ (ادھر ہیں نہ ادھر ہیں۔) خدا کے فضل
سے کوئی بات ہی سمجھ میں نہ آئے اور
مطلب بھی ہاتھ سے نہ جائے۔

(شکیلہ کا آنا)

شکیلہ۔ کہو پیارے کس فکر میں کھڑے ہو
جعفر۔ پیاری میں آپ ہی کی فکر میں
کھڑا ہوں۔
شکیلہ۔ بھلا کل نواب کو کیا جواب دیا
جعفر۔ وہ جواب دیا تھا کہ بالکل ٹھیک
شکیلہ۔ وہ تو ضرور رشک کرتا ہوگا۔
جعفر۔ ٹھیک وہ تو ضرور رشک کرتا تھا۔
شکیلہ۔ اب تو شادی ہو گئی۔ بھید کھل بھی
جائیگا تو کیا ہو سکتا ہے۔ اب کیا جواب دیگے
جعفر۔ ارے کمبختی اب کیا جواب دوں یہ تو
بہت بڑا سوال ہے ہائے ہائے کوئی جواب
سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا کہوں؟
شکیلہ۔ کیوں پیارے کیا سوچ رہے ہو۔
جعفر۔ پیاری میں جواب سوچ رہا ہوں۔ ہاں
ہاں بس یہی کہ نگاہ اعلے اندا آنکھ چونکہ جیتا نکلے
خیال کے علاوہ کے درمیان کے بیچ کے اندر
انفصال کر رہا ہوں۔
شکیلہ۔ پیارے تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آتی
جعفر۔ ارے کم میں خود نہیں سمجھا تو کیا خاک سمجھی

شکیلہ ۔ پیارے کچھ صاف صاف کہو ۔
جعفر ۔ دیکھو پیاری اب زیادہ اصرار نہ کرو
اگر تم منطقی تقریر سمجھ جاؤگی ۔ تو میں
آپکو اور تم مجھکو بھول جاؤگی ۔
شکیلہ ۔ کیا اس میں ایسا گھوٹالہ ہے ۔
جعفر ۔ جی ہاں کچھ ایسا ہی ہونیوالا ہے ۔
شکیلہ ۔ نہیں نہیں پیارے کہیں پہلے کی
طرح بیوفائی نہ کرنا ۔
جعفر ۔ پھر تم بھی گذری ہوئی باتوں کا ذکر
نہ کرنا ۔ ورنہ معاملہ بگڑ جائیگا ۔
شکیلہ ۔ نہیں نہیں میں پچھلی باتیں نہیں
چھیڑونگی ۔
جعفر ۔ بھلا کھاؤ تو قسم ۔
شکیلہ ۔ تمہارے سر کی قسم ۔
جعفر ۔ تب تو ٹھیک ہے دیکھو پیاری
مجھے ایک دوست کی تلاش میں جانا ہے
شکیلہ ۔ ہیں ہیں تم جاؤگے ۔
جعفر ۔ کیا کروں پیاری دل تو نہیں چاہتا مگر مجبوری
شکیلہ ۔ پھر واپس کب آؤگے ۔
جعفر ۔ ابھی واپس آتا ہوں تیرے
بغیر کب چین پاتا ہوں ۔ (جانا)
گانا شکیلہ ۔ بانکے سیاں کو کہیو لیا دے
سنورے ہاں میری تیاری دلداری
سجن پردیسی ۔ بار بار پیاری جیالی
بانکے پہ بھاؤ ہوں گلعذار ہوں ۔ طرحدار ہوں
میں نگار ہوں نشاد ما ہوں ۔ عالیشان ہوں
جان نثار ہوں ۔ کر کے نا تاب دلیریاں
ہردم ہٹ مٹک مٹکٹ چلوں ۔ بانکے (جانا)

باب دوسرا سین پہلا

جنگل کٹ والا

(عبدالکریم کا عیارہ کی تلاش میں آنا)
عبدالکریم ۔ خدا جانے حسینہ کہاں ہو گئی تھوڑی سی
کسر باقی تھی ورنہ سب کام درست پڑا تھا ۔
عیارہ ۔ او میرے مولا ہائے کیسے ظالم سے مجھے بچا
اس ظالم کے پنجہ سے چھوڑا ۔
عبدالکریم ۔ یا اللہ اس جنگل میں کس کی دردناک
صدا اس پر دیکھیں ضرور کوئی راز ہے ۔ یہ تو زنانی
آواز ہے ۔ ذرا چھپکر دیکھو کیا راز ہے ۔
عیارہ ۔ اے رحم دل شرار ۔
چوبور ۔ کر وصل کا اقرار ۔
عیارہ ۔ ممکن نہیں ہیں وصل کی اقرار کی باتیں
بیہودہ نہ کر مجھ سے تو تکرار کی باتیں
چوبور ۔ اب پیش نہ جائینگی تکرار کی باتیں
بیزار ہوں سُن سُن کے دلِ زار کی باتیں
عیارہ ۔ اے کور چشم کرتا ہے بیکار کی باتیں

چور ۔ اس تیری ضد پہ تیری آن رہے یا نہ رہے
سر تن جسم یہ نادان رہے یا نہ رہے
عیار ۔ تو ہے موذی یہ تیری شان رہے یا نہ رہے
چور ۔ نیک بد کی مجھے پہچان رہے یا نہ رہے
دین جاتا ہے ایمان رہے یا نہ رہے
عیار ۔ دم یہ جاتا ہے جان رہے یا نہ رہے
میں ہوں یا نہ رہوں جہان رہے یا نہ رہے
دیکھو دیکھو مجھ کو نہ ستاؤ بیکس پہ
ترس کھاؤ۔

چور ۔ ہوئی محبت تمام اب اپنا سر جھکا جلدی۔
عیار ۔ جھکا ہے سر میرا تو زیست کا جھگڑا چکا جلد ہی
چور ۔ یہاں کون تمہارا مددگار ہے۔
عیار ۔ پروردگار ہے۔
عبدالکریم ۔ اور یہاں عبدالکریم بھی تیار ہے
چور ۔ آرزو دل میں تیرے اور کوئی باقی ہے۔
عیار ۔ آرزو کچھ نہیں بس موت کی مشتاقی ہے
چور ۔ چل مرنے پر تیار ہو۔
عبدالکریم ۔ خبردار او مردار۔
چور ۔ ارے یہ کیا بلا بھاگ یہاں سے بچہ۔

(چور کا تلوار مارنے کو اٹھنا عبدالکریم کا بیچ جانا۔ چور کا گھبرانا عیارہ کا دوڑ کر عبدالکریم کے گلے ملنا)

ڈراپ سین

باب تیسرا — سین پہلا

مکان شکیلہ

گانا شکیلہ ۔ جو نہ آئے مورے پیتم پیارے
سگری رین برہ میں جلت مورے من میں نینن
تھکت توری پیاری نگریا کو دیکھ آوے بالم
مورے من کو ہووے سہارا جو نہ آئے ۔
نینن کی کر کوٹھڑی تیلی دیوں بچھائے
پلکن کی چک ڈالکے پیتم لیوں رجھائے
مورے سیاں نرالے متوالے تورے بانے جوبن پہ نثار
تن من دھن وارا جو نہ آئے۔

رباعی ۔ دوست سے ملنے گئے تھے مجھ سے کہہ گئے تھے بار بار
کیا سبب آئے نہیں ہیں سخت ہے مجھ کو انتظار
سہیلی ۔ اے گل سوسن تیرے بلبل کی خبر
پہنچے ہیں پھر جمیل کی خدمت میں حضور
آنیکا قصد ان کا نہیں ہو گا ادھر
شکیلہ ۔ اے مخبر چمن یہ کیسی خبر سنائی
اس موسم بہار میں کیسی خزاں آئی
دلبر جہاں رہے تو میں کیونکر یہاں رہوں
وہ گل جہاں گیا ہے تو میں بھی وہاں رہوں

(جانا شکیلہ کا آنا جعفر کا)

جعفر ۔ کیوں تمہاری بیگم کہاں تشریف لے گئی ہیں۔
سہیلی ۔ حضور وہ ابھی یہاں سے گئی ہیں۔
جعفر ۔ کہاں گئی ہیں۔

سہیلی۔ جہاں آپ تھے وہاں گئیں۔

جعفر۔ میں تو اون کے اشتیاق میں یہاں آیا۔

سہیلی۔ اونکو آپکے اشتیاق نے وہاں کھینچ بلایا

جعفر۔ آخیر کدھر۔

سہیلی۔ نواب جمیل کے گھر۔

جعفر۔ تو ہم بھی پہنچتے ہیں اسی آن۔

سہیلی۔ ہاں جلدی جائے ورنہ ہوگی پریشان (جانا)

باب تیسرا سین دوسرا

محل نواب جمیل

گانا دل آرا

کہاں تک ظلم عاشق پر بت گردوں جناب آخر
خدا کے سامنے محشر میں کیا دیگا جواب آخر
مصیبت عشق بت میں بے سرور عیش کے بدلے
بدل ڈالا غم فرقت نے پیری سے شباب آخر
سہارا تھا مریض درد الفت کو مسیحا کا
مگر مجبور ہو کر دیدیا اوس نے جواب آخر
غم فرقت کا رونا اور پھر وہ بزم دشمن میں
ڈبودی آبروئے اشک اے چشم پُرآب آخر

نواب۔ اے ظفر کچھ اپنے مطلب میں بھی کامیابی ہوئی۔

دل آرا۔ کیا کہوں اوس کی بیرحمی سے اور بھی دل کو بیتابی ہوئی۔

نواب۔ سادسی کس واسطے انکار ہے کہ کوئی اسرار کیا جانے۔

دل آرا۔ بتوں کی چارہ سازی کو کوئی ناچار کیا جانے۔ (کوتوال کا شمس کو لانا)

کوتوال۔ لیجئے عالیجاہ یہ گنہگار حاضر ہے

نواب۔ ہاں میں اس کو جانتا ہوں یہ وہ بہادر ہے۔ جس کے قوت بازو نے سینکڑوں جنگی پہلوان دریائے خوں میں نہلائے۔ اس کی جواہر تلوار نے خون کے دریا بہائے۔ ہاں مگر اس کا نام۔

کوتوال۔ حضور اس کا نام شمس ہے

نواب۔ (شمس سے) کیوں شمس کونسا ستارہ گردش میں آیا۔ جو تو اس طرح طلوع ہو کر موت کے گھن میں سمایا۔

شمس۔ محبت کا جادو مجھے کھینچ لایا میں نے اپنے آپ اس جلتی ہوئی آگ میں قدم نہیں بڑھایا۔

نواب۔ کیسی محبت کا جادو تجھ پر پڑا ہے

شمس۔ یہ بہت چھوکرا جو آپکے پہلو میں کھڑا ہے

نواب۔ اے شمس تجھے اسکی محبت کیونکر دیوانہ بنا گئی۔ کونسی ادا تیرے دل کو بھا گئی۔

شمس۔ افسوس اسکو میں نے طوفان سے بچایا مگر
اس کمظرف نے اپنا کمینہ پن دکھایا۔ وہ میرا
احسان سب فضول گیا۔ آج یہ مجھ کو
میری اشرفیوں کی تھیلی کو بھول گیا

دل آرا۔ صاحب ایسا تو نہ کیجئے بدنام ہمیں
نہ ہے کچھ اپنی نہ آپ کی دولت ہی
سے کچھ کام ہمیں۔

نواب۔ نادان ظفر ذرا صبر کر اے شمس یہ
شخص اس شہر میں کب آیا۔

دل آرا۔ آج ہی میرے ساتھ۔

نواب۔ یہ شخص دہوکا کھا رہا ہے۔
مگر آگے راز سربستہ کھلتا جا رہا ہے

دل آرا۔ مگر حضور بیچارے کو رہا کر دیجئے

نواب۔ صبر اے جوان ابھی باقی ہے اسکی
بہادری کا امتحان کیوں او خونی مردار
کیا خنجر کر احسان بچایا نا چاہتا جو اپنی جان۔

شمس۔ او نا منصف سردار۔ کیا تیرے شہر
کا اُلٹا انصاف ہے کہ کوئی کسی کی جان
بچائے اور وہ اوس کے عوض میں مارا جائے

سے فیض دنیا میں نہیں لاکھ کوئی سر مارے
پھل جو دیتا ہے اوسی نخل میں پتھر مارے

نواب۔ کیا تو نے میری پیا کا خون نہیں بہایا
شمس۔ بیشک بہایا۔

نواب۔ کس لیئے۔
شمس۔ اپنے ملک کی بھلائی کے لیئے
اپنے ایمان کے لیئے اپنے ملک کی
خیر خواہی کے لیئے۔

نواب۔ او نا شدنی اپنی جانکی تباہی کیلیئے۔
شمس۔ سر اپنے بھائیوں پر قربان ہو تو سب کچھ
یہ جان کیا بلا ہے ایمان ہو تو سب کچھ

نواب۔ سر تیرا تن سے اڑا دونگا تو بچتا کیا ہے
شمس۔ سر کے کٹ جائیگی سرکار کو پرواہ کیا ہے

نواب۔ یاد رکھ اب تو یہاں سے سلامت نہ جائیگا
شمس۔ رسی جائیگی مگر بل نہ جائیگا۔

نواب۔ تو قیدی ہے تجھے یہ جوش سزاوار نہیں۔
شمس۔ گو میں قیدی ہوں مگر تیرا گنہگار نہیں

نواب۔ اب تک بھی وہ جوانمردی کی بو جاتی نہیں
شمس۔ قید میں بھی شیر کی شیرانہ خو جاتی نہیں

نواب۔ ہے میرا فرمان پیغام اجل تیرے کے لیئے
شمس۔ آج وہ میرے لئے ہو اور کل تیرے لیئے۔

نواب۔ یاد رکھ تجھے جینے کی کچھ اُمید نہیں
شمس۔ مجھ پہ کیا کوئی بشر بھی زندۂ جاوید نہیں

آیا ہے سو جائیگا راجہ رنگ فقیر
کتنے سنگاسن چڑھ گئے کتنوں نے پہنی زنجیر

نواب۔ جھٹکا سر کی جسم سے جان تیری بیچا نکلے
شمس۔ جو نکلے جان بس تن سے تو دل کا حوصلہ نکلے

نواب۔ بس دلاور پہلوان، پورا ہوا امتحان، جا
تجھے دیتا ہوں امان۔

شمس۔ دلاور پہلوان یہ القاب تو نہیں میرے شایان شان شاید آپ مجھکو چڑھاتے ہیں۔ ترکوں کا حوصلہ آزماتے ہیں۔

نواب۔ نہیں؟

شمس۔ پھر

نواب۔ بس رہائی۔

شمس۔ وہ کیونکر۔

نواب۔ (خنجر پھینک کر) یوں اسپاہیو بس چھوڑ دو اس کو اسپاہیونکا چھوڑ دینا شمس کو جبکی رگوں میں بہادر کا خون ہے۔ وہ بہادر دشمن کو بھی ذلیل حالت میں نہیں دیکھ سکتا کیوں اے پہلوان تو نے ہمارا رحم دیکھا۔

شمس۔ ہاں میری جمد ل سرکار دیکھا تیرا بیڑا پار

نواب۔ جا اے دلاور پہلوان، جہاں تیرا جی چاہے سدھار۔

شمس۔ بیشک قدم چھوڑنے سے پہلے حضور کو ایک نصیحت کیا چاہتا ہوں

نواب۔ وہ کیا؟

شمس۔ اس دغاباز چھوکرے کی دغابازی سے حضور خوب ہوشیار ہیں۔

نواب۔ نہیں اے مسافر جس بات پر تو نے دھوکا کھایا۔ اس کا بھید تیری سمجھ میں نہیں آیا، میں تم کو اس کا خلاصہ سمجھاتا ہوں آؤ میرے ساتھ آؤ۔ (دونو نکا اندر جانا)

دل آرا۔ حیرت تو یہ ہے کہ میں تم کو اسکو جانتی نہیں صورت بھی غریب کی پہچانتی نہیں

(شکیلہ دل آرا جبفر جھپٹ کر)

شکیلہ۔ لو حضرت یہاں کھڑے ہیں۔

دل آرا۔ لو یہ بلا پھر کہاں سے آگئی۔

شکیلہ۔ تم تو یہ کہہ گئے تھے کہ میں دوست سے ملکر ابھی آتا ہوں اور یہاں آ کر بیٹھ گئے

دل آرا۔ جاؤ بی جاجسکو تو بلانے آئی ہے وہ ہم نہیں ہیں۔ مفت میں دھوکا کھا جائیگی تو پچھتائیگی۔

شکیلہ۔ ہاں تو یہ بھی کہدے تاکہ میں نے تجھ سے شادی بھی نہیں کی۔

دل آرا۔ شادی ارے کمبخت کیا بکتی ہے کیسی شادی

شکیلہ۔ کیوں اب کیوں خاموش ہو گئے۔ بولانا بولو نا۔ اب بولو نا شادی سے بھی انکار کر دو نا

دل آرا۔ کس بے ایمان نے تمہارے سے شادی کی ہے

شکیلہ۔ بے ایمان تو پورا ہے جو اپنی حقدار بیوی کو ایسا ستاتے ہو دیکھو کہنا مانو گھر چلو گھر۔

دل آرا۔ خدا کیواسطے مجھ کو میرے مالک کے سامنے شرمندہ نہ کر، دیکھ رسوا نہ کر۔

(نواب کا شکیلہ کو دیکھنا)

نواب۔ آہا قسمت مجھے کیا دکھا رہی ہے
کیا میری آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں۔
ایک کم نصیب عاشق کا سیاہ خانہ
اور اسمیں اک سراپا نور کا جلوہ فرمانا
مہربانی ہو جو دل آرا کی
آرزو نکلے دل ناکام کی

شکیلہ۔ خوبیاں ہیں گردش ایام کی
میں نہیں ہوں اب تمہارے کام کی

نواب۔ ہیں یہ کیا کہہ رہی ہو پیاری

شکیلہ۔ میں اس خطاب کے لائق نہیں۔
میری طرف برا خیال کر کے خدا کی گنہگار نہ بنو

نواب۔ چھوڑ کر مجھکو بتا کس کی آس ہے۔

شکیلہ۔ آس ہے جسکی مجھے وہ آپکے ہی پاس ہے

نواب۔ ہے اشارہ کسکی جانب یہ بھی دو مجھکو بتا

شکیلہ۔ جو میرا شوہر ہے وہ خود ہی دید لگا پتہ

نواب۔ کون ہے شوہر ہے شوہر تیرا اس سے آگاہ کر

شکیلہ۔ وارث و سرتاج میرا دلربا پیارا ظفر

نواب۔ کون ظفر۔

دل آرا۔ نہیں سرکار۔

نواب۔ افسوس وہ غماز نادان چھوڑ کر بیوفا۔

دل آرا۔ خداوندا ایک صلاح۔

نواب۔ نکاح۔

دل آرا۔ بہتان۔

نواب۔ طوفان۔

دل آرا۔ قسم کھاتا ہوں۔

نواب۔ یقین نہیں لاتا ہوں۔

دل آرا۔ نیک نام۔

نواب۔ چل ہٹ نمک حرام۔

دل آرا۔ اے شیطان کا بھیس بدلنے والی
نجس روح تجھ پر خدا کی مار۔

شکیلہ۔ تو میرا خاوند ہے اس لئے میں اس کا
جواب دیکر خدا کا گنہگار بننا نہیں چاہتی
جو مرضی ہو اور کہہ لیجئے مگر بیوفائی نہ کر۔

(آنا جعفر کا)

جعفر۔ ہیں یہ کیا ماجرا ہے یہ وہ تو نہیں کہ
جسکے دھوکے میں مجھ سے شادی ہوئی
(شکیلہ سے) کیوں پیاری کیا حال ہے

(شکیلہ حیرت سے دیکھتی ہے)

شکیلہ۔ ہیں یہ کیا ماجرا ایک آواز ایک انداز
ایک چہرہ۔ ایک مہرہ ایک شکل اور
دو آدمی۔ کیا تم میرے شوہر ہو۔ نہیں نہیں
تم ہو۔ نہیں نہیں تم ہو۔

جعفر۔ وہ تو میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ
عورت دیوانی ہے۔ کیوں پیاری وہ
شادی یاد ہے یا بھول گئیں۔

شکیلہ۔ کیا تم میرے شوہر ہو تم ظفر۔

جعفر۔ ارے ظفر نہیں جعفر۔

شمس۔ کیا تو جعفر ہے۔

جعفر۔ کون شمس۔

شمس۔ جعفر کیا کوئی تیرا بھائی بھی ہے

جعفر۔ نہیں صرف ایک ماں جائی۔ جو دریا میں ڈوب کر مر گئی۔

شمس۔ دریا میں ڈوب کر مر گئی مہربان بھائی تیرا وطن۔

جعفر۔ شہر بغداد۔

دل آرا۔ آپکے والد کا اسم گرامی۔

جعفر۔ محمد یعقوب۔

دل آرا۔ کیا خوب بھلا کوئی بہن بھائی

جعفر۔ ہاں صرف ایک ماں جائی۔

دل آرا۔ وہ کہاں ہے۔

جعفر۔ جہاں سب کو جانا ہے وہاں ہے

دل آرا۔ ماں باپ کدھر گئے۔

جعفر۔ جنت کو سفر گئے۔

دل آرا۔ تمہاری بہن کا نام۔

جعفر۔ دل آرا۔

دل آرا۔ کون جعفر میرا بھائی پیارا۔

جعفر۔ ہیں تو کون ہے دل آرا۔

(دل آرا زنانہ لباس اوتار کر جعفر کے گلے گلے ملتی ہے۔ شکیلہ اور نواب حیران ہوتی ہیں

دل آرا۔ بھائی نہیں وہی تیری ماں جائی (صافہ اوتار کر موچھیں الگ کر دیتی ہے)

جعفر۔ کون دل آرا۔ (دونوں گلے ملتے ہیں)

شکیلہ۔ ارے پر میں نے شادی کس سے کی۔

شمس۔ توبہ توبہ میں بھی کس کے گلے پڑ رہا تھا

دل آرا۔ کیوں صاحب اب وہ اشرفیوں کی تھیلی تو مجھ سے نہ لیجیگا۔

شمس۔ معاف کرنا بالو صاحب میں نے جعفر سمجھکر آپ کو برا بھلا کہا۔

دل آرا۔ نہیں بھائی اس میں تمہارا قصور نہیں یہ سب اس بہروپ کا قصور ہے

جعفر۔ مگر یہ بہروپ کس لیئے ہمشیر پیاری

دل آرا۔ نواب جمیل کی خدمتگذاری

(نواب چونکر)

آہا کیا یہ نورانی تصویر میں اپنے پہلو میں رکھتا تھا۔ پیاری دل آرا میری تقدیر کے ساتھ میری حالت بدلگئی۔ رنج خاتون میں کس طرح پیش آؤں نہیں کہہ سکتا۔

دل آرا۔ کنیز کو خبر آقا کی مہربانی اپنے بندوں سے کیا سلوک کیا چاہتی ہے۔

نواب۔ وہی سنتا ہوں ؎

اب نہیں دنیا میں رنج و غم تمہارے واسطے

کل تمہارے واسطے ہو جائیگا سامان عقد

(سب یک زباں ہو کر)

ہم تمہارے واسطے اور تم ہمارے واسطے

نفسیکا یہ مارے پر ہیں عورت پر عاشق ہوتی تھی

دل آرا۔ جی ہاں عورت کو عورت کا عشق

ہو یہ بھی نیا مضمون ہے مگر یہ تمہارا

قصور نہیں یہ سب بھروپ کا قصور ہے

گانا نواب۔ دل ہبائی تو پہ نثاروں من

دھن لگاؤں چھتیاں دن ریتیاں

ہیرو اہیرو الگاؤں، گردا تورے

جوبنوا کی دوئی ہو شان دلجانی

تیرا اٹھان ترقی کرے قدامت کی طرح

تیرا شباب بڑھے عمر جاوداں کی طرح

(سب کا جانا)

باب تیسرا سین تیسرا

مکان عبدالکریم

عبدالکریم۔ واہ میں بھی کیا اڑان گھائیاں کرتا ہوں کہ شیطان خفا کے بھی کان کترتا ہوں۔ بیچاری ایسی پھنسی جیسے کانٹے میں مچھلی چلو میاں عبدالکریم اب کاغذ کی ناؤ کب تک چڑھاؤ گے۔ کسی کسی روز دہرے جاؤ گے اب اس کو اپنے نام ونشان سے آگاہ کر دینا چاہئے نکاح تو ہو ہی گیا۔ ڈر کھو ہی گیا۔ لو وہی سامنے سے آتی ہے۔ کیوں پیاری مزاج کیسا ہے (آنا عیارہ کا)

عیارہ۔ کیا خاک مزاج کا حال بیان کروں

عبدالکریم۔ کیوں خیر ہے۔

عیارہ۔ مارے خوف کے حال غیر ہے

عبدالکریم۔ کیوں کیوں پیاری ڈر کیا ہے بیان کر کیا ہے۔

عیارہ۔ اے تمہارا سر ایسے بڑے آدمی کا کیا ٹھ

عبدالکریم۔ کیوں اس مکان میں کیا عیب نا

عیارہ۔ ارے موئے نکھٹو۔ نہ کہیں کھانے پینے کا ٹھکانا۔ نہ نمک۔ مرچ نہ چولہا نہ رکابی نہ لوٹا نہ تھالی۔ ارے موئے یہ کیسی آفت میرے سر پہ ڈالی۔ گھر میں کہیں دانہ چاول نہ آٹا۔ دو روز میں سوکھ کر ہو گئی کانٹا

عبدالکریم۔ پیاری بعض عورتوں کا منحوس ہوتا ہے

عیارہ۔ تو کیا میرا پیر منحوس ہے

عبدالکریم۔ ہاں۔

عیارہ۔ ارے موئے تو تو پہلے ہی سے کنجوس تھا البتہ نکمی خوش تھا۔

عبدالکریم۔ نہیں پیاری میں کوئی محتاج کنگال

نہیں مگر عصمت مآب۔ بیوی یہ چادر در

عیارہ۔ اخیر تو کوئی محتاج ہے۔ کنگال ہے کون ہے

عبدالکریم۔ بتا دوں۔

عیارہ۔ ہاں۔

عبدالکریم۔ تو خفا ہوگی۔

عیارہ۔ نہیں موئے بتا تو سہی۔

عبدالکریم۔ اچھا سن

عیارہ۔ بک۔

عبدالکریم۔ شیخ عبدالکریم ابن عبدالرحیم بن شبراتی۔ سمجھی بی ناسپاتی

عیارہ۔ بت تجھے خدا کی مار موئے چھپار

عبدالکریم۔ اری پیاری چھپار نہیں اب تو میں رئیسوں کو بھی خاطر میں نہ لاؤں گا امیر کبیر بنجاؤں گا

عیارہ۔ وہ کس طرح؟

عبدالکریم۔ سن جب شہزادی شکیلہ کی بہن حسینہ کا خاوند کہلاؤں گا۔ تو بیشک مالدار بنجاؤں گا۔ پھر تو نواب جبل کو بھی خاطر میں نہ لاؤں گا۔ اپنا محل الگ بناؤں گا۔

عیارہ۔ منہ بند کر نادان اللہ کی سان تو موا تیلی اور حسینہ کا شوہر بننے کا ارمان۔

عبدالکریم۔ ہیں تو تجھے شادی سے انکار ہے

عیارہ۔ نہیں مجھے تو اقرار ہے۔

عبدالکریم۔ پھر۔

عیارہ۔ پھر یہ کہ حسینہ کسی خاص محل کی بارہ دری میں ہوگی۔ ناز انداز دلبری میں ہوگی۔ کہاں اوسکا مرتبہ عالی۔ اور کہاں تو موا ادنیٰ

عبدالکریم۔ ارے میں تو ڈفالی۔ مگر تو ہی شیطان کی خالہ

عیارہ۔ بس عیارہ فتنیارہ کی خواص خاص سمجھا موئے خناس۔ اگر میں حسینہ ہوتی تو تجھ جیسے کمینے کیساتھ آبرو کھوتی۔ موئے بیوقوف کان کھول کر سن

او تم سے او تم ملے اور ملے نیچ سے نیچ
پانی سے پانی ملے اور ملے کیچ سے کیچ

عبدالکریم۔ بٹ تیرا ہو جائے ستیاناس

عیارہ۔ پیارے اب اس میں کلہے کا سوچ بچار جیسے تم ویسے ہم۔ بس جیسے کو تیسا ملگیا

عبدالکریم۔ ٹھیک کہتی ہے پیاری۔ اندھے کانے کی جوڑی بھی ٹھیک ہوتی ہے چلو پیاری گلے لگاؤ خوشیاں مناؤ۔

عیارہ۔ ہاں ہاں خوشیاں بھی مناؤ اپنے مالکوں سے خطائیں بخشواؤ۔

عبدالکریم۔ اری میں تو نواب کو دم بھر میں راضی کر لونگا۔ کیا بڑی بات ہے۔

عیارہ۔ اور شکیلہ کو خوش کر لوگی۔ یہ کونسی بات ہے۔

گانا دونونگا

سُن دلبر سُندر جان جان سب تن من دھن
قربان جان۔ بڑھی جو نجریا توری سُندر یا
آگے نجریا پیچھے سے نظر یا ٹھمک چال رنگ
لائی سے گگریا۔ لے دونگا۔ جی ہاں۔ ہاں
میں چولی ساڑھی لے دونگا۔ جی ہاں۔ ہاں
میں گھوڑا گاڑی لے دونگا۔ جی ہاں۔ ہاں
میں باغ و باڑی لے دونگا۔ جی ہاں۔ ہاں
میں میٹھی تاڑی لے دونگا۔ جی ہاں۔ ہاں۔
ہاں۔ سن دلبر اجانا دونوں کا)

باب نمبر ۱ سین آخری

نواب جمیل کا محل باغ والا

گانا راشنگران ساونگیاں پیاری دیکھیں
شادی کی بہار۔ بہار موری بہار آؤ۔
دکھوا گیوا من چھین دن رین سکھ بچھے
سے ہو آدھار آؤ گیاں
چمن میں پھول کھلے موسم بہار آیا
عروس گل پہ عجب شان سے نکھار آیا
خوشی سے جھوم رہی ڈالیاں چمن کی سب
تیرے نصیب پہ عیش ہونے کو نثار آیا

جعفر۔ آج ہر شخص کا دل شاد نظر آتا ہے
رنج و غم دہر سے برباد نظر آتا ہے

نواب۔ سعی تیری ہے اقبال سے دشمن پہ فتح ہوگی نصیب
خوش میرا خانہ ناشاد نظر آتا ہے

دل آرا۔ ٹھوکریں در در کی کھلواتا ہے عشق
کوچۂ اُلفت میں اندھا ہو کے جاتا ہے عشق

شکیلہ۔ پیاری بہن غضب ہے کسی نے تو بے اثر ادا ہی جھے
اپنی شوخی سے باز نہیں آتی ہو عشق کو اندھا بتاتی ہو

دل آرا۔ اگر عشق اندھا نہ ہوتا۔ تو عورت دل کبھی
عورت پر نہ آتا۔

شکیلہ۔ تم نے بھی کسی کے عشق میں بھیس بدل لیا اصلی صورت
چھپایا۔ خدا کی قدرت کو دیسے بھلایا تب یہ رتبہ پایا

(عبدالکریم دعیار کا گویئے اور بھاٹ کے لباس میں آنا)

عبدالکریم۔ کاری بدری ہے۔ چھائی رہی سگری
ہے ہر بھری نگری نرکاری کوئل۔

نواب۔ تم کون ہو۔

عبدالکریم۔ سرکار کے دربار کا بھاٹ۔

نواب۔ بھاٹ کون کبت کہنے والا۔

عبدالکریم۔ جی ہاں وہی ہنر دکھانیوالا۔

جعفر۔ تم نے کوئی گانا بجانا بھی جانا یا خالی کرکٹ کو
ہی آتا ہے سنانا۔

عبدالکریم۔ گانا بجانا۔ ٹپہ ٹھمری ترانہ جاننا ہے
یہ میرا زنانہ۔

نواب۔ پھر ایسی ہنر مند کیوں ہوئی بندہ اسکو
گانیکا اشارہ کرو حال آشکارہ کرو۔

عبدالکریم۔ چلو بی عیارہ کھولو اپنے ہنر کا پٹارہ

شکیلہ۔ عیارہ عیارہ اسکا کیا نام پکارا۔

عبدالکریم۔ حضور یہ گانے بجانے میں بڑی ہوشیار تھا ہے

اس لئے اسکا نام عیارہ رکھا ہے۔

شکیلہ۔ ہاں ہوگا میرا خیال اور طرف تھا۔

عبدالکریم۔ تمہارا خیال بہت ٹھیک ہے جان

پہچان کا وقت بھی ٹھیک ہے چلو تم کچھ چال دکھاؤ

گانا عیارہ۔ ہیں باز آئی دل کے لگانے سے ہو شنگ

زلیخو چھیلا بھانے سے۔ ہیں باز۔

آج پھر اپنا گیا وقت مجھے یاد آیا

زیر دیوار کوئی عاشق ناشاد آیا

دل چرانیکو وہی بانئے بیداد آیا

میں تو عیارہ تھی وہ میرا بھی اُستاد آیا

ملنے کو آئی گوئیاں ساجن کو لائی گوئیاں لگی محنت میری ٹھکانے

نواب۔ گن والی نرالی ہے۔ مگر اس کی صورت

نہیں دیکھی بھالی ہے۔

عبدالکریم۔ حضور یہ مالک کے سامنے شرماتی ہے

اس لئے منہ نہیں دکھاتی ہے۔

نواب۔ پھر کس طرح ہو اس کی تلافی۔

عبدالکریم۔ قصور کی معافی۔

نواب۔ قصور کیسا؟

عبدالکریم۔ میرا دل جانتا ہے جیسا۔

نواب۔ یہ بھی بخشش تب کچھ خطا ہو۔

عبدالکریم۔ غلام کی خطا پر بس عطا ہو

نواب۔ یہ کیسی حجت و تکرار۔ کریم۔ ذرا غور کیجئے سرکار

نواب۔ غور کا طور عقل کے خلاف ہے۔

کریم۔ تو بس اتنا کہہ دیجئے قصور معاف ہے

نواب۔ بخشا قصور۔ کریم۔ کیا فرمایا حضور۔

نواب۔ معاف کیا قصور۔

کریم۔ تو مطلع بھی صاف ہے حضور (اصلی صورت میں آنا)

نواب۔ ہیں کون عبدالکریم۔ کریم۔ جی ہاں وہی خادم قدیم

شکیلہ۔ مگر یہ کون تیرے ساتھ ہے عزیز۔

عیارہ۔ میں وہی آپکی عیارہ کنیز۔

شکیلہ۔ کون عیارہ۔ عیارہ۔ جی ہاں وہی نکارہ

شکیلہ۔ نواب صاحب میں مجبور تھی اسلئے میں نے اس سے شادی

کرلی۔ اور تعمیل حکم نہ کرنیکی معافی چاہتی ہوں۔

نواب۔ مجھ کو آپ پر کوئی رنج نہیں ہے۔ میری دردناکی دوا ہو گئی

شکیلہ۔ بیشک جناب بھی خوش قسمتی ہے کہ آپکو پاکباز دلنواز

عورت مل گئی اب ہاتھ ملائیے۔ اور ہنسی کی گھڑی کو آجائیے۔

نواب۔ رلے رامشگراں ثریا خصال گانا گاؤ

گانا رامشگران۔ رنگ بیاں کروں گوئیاں پیاریاں

نہوں تم سنگ نظر کی جگت کوک دھر کی رنج کیجیے۔

دکھاؤ رنگ لیاں پیارا پیارا سماں گیا۔ دل جانی لے

گل کھلے رنگ لیاں۔ گاؤ گاؤ سارے ناگہ سارے

نی سا۔ ترکٹ دھاکٹ۔ دھاکٹ دھا دھا رنگ

تمام شد

مختصر فہرست کتب خانہ جے ایس سنت سنگھ تاجران کتب چوک متی لاہور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تھیٹریکل کمپنیوں کے ڈرامے		ہملیٹ عرف خون ناحق	۵ر	حمید ہوس ..	۵ر
		زہری سانپ عرف گورہ بھر خون	۵ر	گمشدہ لعل یا بیٹھا ہار	۵ر
دو من ان ویسٹ عرف درد جگر		اسیر حرص ..	۵ر	معشوقہ مصر عرف کالی ناگن	۶ر
مصنفہ مسٹر رحمت علی	۱۲ر	نیک طینت عرف چندراولی	۵ر	انتقام روح عرف سنہری خنجر	۷ر
اصلی وصحیح مکمل ڈاکٹر لوری عرف		خدادوست ..	۴ر	ٹھنڈی آگ ..	۵ر
باوفا قاتل مصنفہ ماسٹر		بھول بھلیاں ..	۵ر	دشمن ایمان ..	۵ر
رحمت علی ..	عہ ر	بزم فانی ..	۴ر	حقیقت رائے ..	۵ر
ہولٹنگل عرف سور داس	۱۲ر	خواب ہستی ..	۵ر	فتح جنگ ..	۵ر
گورکھ دھندا ..	عہ ر	یہودی کی لڑکی ..	۵ر	ہرشچند مصنفہ نظیر	۵ر
سچی قربانی عرف نور اسلام	۱۲ر	مالن کی بیٹی ..	۵ر	جام جہاں نما ..	۵ر
لیلیٰ و نہار ..	۶ر	نیک پروین ہلور گنگ	۶ر	کرشن اوتار	۴ر
جوشش توحید ..	عہ ر	سنہری فریب عرف		دل فروش ..	۵ر
جواہر شمشیر ..	۸ر	خون کا خون ..	۵ر	بھرتری ..	۵ر
چمکتی بجلی ..	۶ر	خوبصورت بلا	۵ر	سندریا ..	۵ر
خونی ہیرا ..	۵ر	زنجیر گوہر ..	۵ر	مہابھارت ..	۸ر
آتشی ناگ عرف باپ کا قاتل	۶ر	قتل نظیر ..	۵ر	نل دمنتی ..	۵ر
ست وان عرف ستی ساوتری	۱۰ر	انتقام ..	۵ر	ظلم وحشی ..	۴ر
مکمل ڈراما سری ست نراین	۵ر	شہید ناز ..	۵ر	دھوپ چھاؤں ..	۵ر
خود پرست عرف دولت کا غلام	۵	نور کی پتلی یا باغ وحدت	۵	زہریلا سانپ ..	۴ر

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب چوک متی لوہاری گیٹ لاہور